إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

اِنّہٗ اٰوَی القریۃ

الحکم

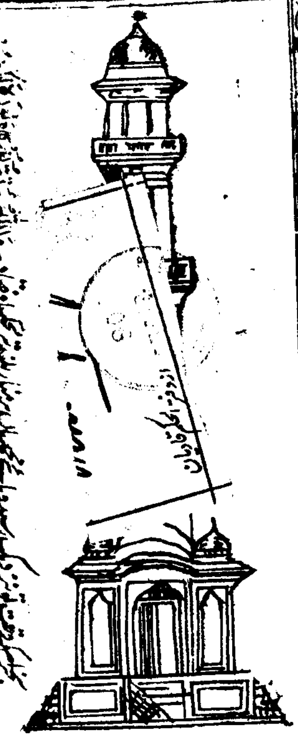
چہ گویم با تو کر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵؎ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰؎ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲؎ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۔ ۱۲؎

فہرست مضامین



نمبر ۲۵ | قادیان دار الامان مورخہ ۷ جولائی ۱۹۰۶ء مطابق ۱۴ جمادی الاول | جلد ۱۰

قابل توجہ گورنمنٹ ممالک متحدہ آگرہ و اودھ
(و)
قابل توجہ صاحب مجسٹریٹ بہادر ضلع بجنور

نجیب آباد والوں نے بہت بھی پھر احمدیوں کی مخالفت میں جو تجویز زیادتیاں کی ہیں اس وقت تک ہم صبر و سکون کے ساتھ برداشت کر رہے ہیں مگر تعجب ہے کہ گورنمنٹ کے ہندوستانی منتظم اہلکار بھی جنکو اپنی وجاہت و عزت پر ناز ہے ہم ضعیف احمدیوں کی نقصان رسانی اور تکلیف دہی میں عجیب عجیب قابل شرم چھچھورپن ظاہر کر رہے ہیں اور دو تین سلیم الطبع نادار ۔ بے یار و مددگار ۔ عیالدار شخصوں کو نقصان پہونچا پہونچا کر اپنی تہمتنی اور بہادری پر نازاں ہیں حالانکہ کسی مجبور اور کمزور کے سامنے لاف مردانگی جتانا سراسر بزدلی اور نامردی ہے ۔ وہ اہلکار جنسے کہ ہمکو مدد اور انصاف کی توقع تھی ۔ اور جنکا فرض تھا کہ ہماری حفاظت کرتے بجائے کار منصبی کے اپنے رعب اہلکاری کو کام میں لاکر مذہبی مخالفوں کو نقصان پہونچانے کی کوششیں کرتے ہیں اور خود علانیہ فرماتے ہیں کہ فلاں احمدی کو قادیان سے اسقدر رقم ماہوار ملتی ہے اسلئے وہ فلاں نقصان برداشت کر سکیگا وغیرہ وغیرہ اور اسطرح شہر والوں کو چند غریب احمدیوں کی مخالفت میں قابل شرم طریقہ سے آمادہ کرتے ہیں اور مطلق اپنی شان اور منصب کے خلاف نہیں سمجھتے ہمنے مانا کہ جماعت احمدیہ عیسائیوں کی مذہبی غلطیاں ظاہر کرنے والی اور مذہب عیسائی کی مسلمانوں میں سب سے زیادہ مخالف جماعت ہے مگر اہل اسلام کے تمام فرقوں میں سب سے زیادہ گورنمنٹ کی خیرخواہ ہمدرد مطیع و فرمانبردار صرف ایک ہماری ہی جماعت یعنی جماعت احمدیہ ہے ۔ خونی مہدی کے منتظر اور عیسائیوں کے مال و اسباب کو بجبر لوٹکر بلا استحقاق اپنے گھروں میں بھر لینے کے آرزو مند گویا گورنمنٹ کو دہوکہ دیتے ہیں کہ اپنے آپکو گورنمنٹ کا خیرخواہ ظاہر کرتے ہیں ۔ یہ بڑے بڑے عالیجناب اہلکار تو مہدی کے متعلق اپنے عقائد گورنمنٹ کے سامنے پیش بھی نہیں کر سکتے ۔ کیا اچھا ہو کہ گورنمنٹ ان کے عقائد معلوم کرنے کے لئے ہم لوگوں میں سے کسی احمدی سے سوالات لکھا کر اون سوالات کے جوابات ان اہلکاروں سے لکھوائے اور پھر اونکو شائع کر دے یقیناً یہ لوگ گورنمنٹ سے ڈر کر اپنے اصلی عقائد کے خلاف وہ وہ باتیں بیان کرینگے کہ جنکو دیکھکر انکے جبہ پوش مولوی ضرور انپر کفر کے فتوے لگا دینگے ۔ اخیر میں نہایت ادب کیساتھ گذارش ہے کہ نجیب آباد کے چند احمدی اسقدر ضعیف و کمزور ہیں کہ اپنی فریاد گورنمنٹ تک بآسانی نہیں پہنچا سکتے تمام باخفتہ ہیں اسلئے ہم کو نہ کوئی گواہ دستیاب ہو سکتا ہے نہ اون مظالم کا جو ہمپر کئے گئے ہیں ہم دعوے پیش کر سکتے ہیں ہم لوگوں کی ایذا رسانی کے جو جو منصوبے رؤسا اور اعلیٰ حکام میں ہو رہے ہیں باوجودیکہ ہم کوئی انسداد نہیں کر سکتے ۔ راقم مظلوم نجیب آبادی احمدی

نوٹ از ایڈیٹر میں بجنور کے کلکٹر صاحب کو خصوصیت سے توجہ دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ وہ ان غریبوں کی حالت زار پر توجہ فرما کر مناسب انتظام کریں ۔ احمدی جماعت جس غربت اور مسکینی سے گذارہ کر رہی ہے اس کا ثبوت اس سے ہو سکتا ہے کہ پنجاب میں جہاں یہہ فرقہ نہایت زور سے ترقی کر رہا ہے ہر ضلع میں نہایت سکینت سے یہہ لوگ آباد ہیں ۔ اور حکام انکی دیانت داری اور حق گوئی اور وفاداری کے شاہد ہیں ۔

پچھلے دنوں بریلی کے ظالم طبع مخالفوں نے وہاں کے غریب احمدیوں کو دکھ دیا تھا تو میں نے الحکم کے ذریعہ ایک نوٹ لکھکر وہاں کے کلکٹر صاحب کو بھیج دیا تھا ۔ جسپر انہوں نے نہایت فرزانگی اور شفقت سے توجہ فرمائی ۔ اور بیچارے مظلوموں کو امن ملا ۔ اگر انگریزی گورنمنٹ نہ ہوتی تو یہہ لوگ بیکس احمدیوں کے خون کی نہر چلا دیتے مگر شاہی سطوت اور جبروت ان بد ارادوں سے انہیں باز رکھتی ہے اور صرف تھوڑے [illegible] ہتھیاروں سے دکھ دیتے ہیں دیسی مسلمان مقامی حکام (پنجاب میں نہیں) چونکہ ان مولویوں کے فتووں سے ڈرتے ہیں اسلئے وہ لوگ بھی ایذا رسانی میں ترقی نہیں کر سکتے ورنہ کافر قرار دیئے جاویں اسلئے بجنور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب خود توجہ فرمائیں ۔ اور اپنے مظلوم وفادار رعایا کے افراد کے جان و مال کی حفاظت اپنے ہاتھ میں لیں اور انہیں تسلی دیں ۔

مجھے امید ہے کہ میری یہ تحریر بے اثر نہ رہے گی اور ضرور بجنور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب بنفس نفیس نجیب آباد کے غریب احمدیوں کی فریاد کو سنیں گے اور وہاں کی مخالف پارٹی کو مناسب تنبیہ فرمائیں گے ۔ اگر ضرورت ہوئی تو اس معاملہ پر میں مزید قلم اٹھانے کو بھی طیار ہوں ۔ صاحب ضلع بجنور یہہ بھی خیال فرما سکتے ہیں کہ نجیب آبادی احمدیوں کی جماعت بہت ہی کم ہے جو چند آدمیوں سے زیادہ نہیں اور وہاں مخالف مسلمان کثیر التعداد ہیں جو انہیں ہر طرح تکلیف و دکھ پہونچا سکتے ہیں پس اسکے لئے صاحب ضلع مقامی حکام کو مناسب ہدایات دیں گے تو اصلاح ہو سکتی ہے ۔ اور وہ طوفان بے تمیزی جو غریب احمدیوں کے خلاف برپا کیا گیا ہے دب سکتا ہے ۔

نجیب آباد کے مخالف مسلمانو یاد رکھو تمہاری یہ سختیاں اور دکھ اس جماعت کو پست ہمت نہ بنا سکیں گی ۔ وہ مومن ہیں ان باتوں سے گھبرائیں گے نہیں ۔ آخر تمہیں خود تھک کر رہ جانا پڑیگا کیا تمہارے پاس دلائل کی کمی ہے اب ایذا رسانی ہی رہ گئی ہے

مضطر صاحب کا قصیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں

جناب منشی نعمت اللہ خاں صاحب مضطر بدایوانی احمدی کو اخبار بدر کا کوئی گذشتہ نمبر جماعت احمدیہ سے انٹروڈیوس کرا چکا ہے - اونہوں نے نہایت عجلت اور پریشانی کی حالت میں آجکل ایک نظم لکھی وہ میری نظر سے بھی گذری میرا جی چاہا کہ دوسرے احمدی بھائی بھی اس سے لطف اُٹھائیں جو لوگ فن سخن سے مذاق رکھتے ہیں دیکھیں کہ شاعری کے کمالات گل و بلبل اور وصل و ہجر ہی کی داستان تک محدود نہیں ہیں بلکہ کوئی شخص جو فن شعر میں کچھہ دستگاہ رکھتا ہو ضرور اخلاقی و مذہبی مضامین لکھہ سکتا ہے اور دینی خدمات بآسانی بجا لا سکتا ہے بانی مضطر صاحب کی قادر الکلامی - خوبی بیان - سلاست زبان کی تعریف کی ضرورت نہیں ذیل کی نظم سب کچھہ بتا دے گی -

ع حاجت مشاطہ نیست روئے دلارام را

ہم لوگوں کو جہال کی یورشوں اور یہاں کے طوفان بے تمیزی نے اس قابل بھی نہیں رکھا - کہ اطمینان سے بیٹھکر کچھہ لکھہ ہی سکیں - مگر تا کجے ! انشاء اللہ تعالے کامیابی و کامرانی ہمارا حصہ ہے - سب بھائی ہمارے لئے دعا کریں خدا ہمارا مددگار رہو اور ہمکو احمدیت کا کامل نمونہ بنائے - آمین - مضطر کی وہ نظم یعنی قصیدہ ذیل میں درج ہے -

راقم

عبد العلیم خاں احمدی از نجیب آباد

قصیدہ

...ہل ہے مجھکو اوس شہ والا سے بیعت کا
...سے افلاک پر پڑھتے ہیں خطبہ جس کی نصرت کا
...گئے زمانہ ہے زمانہ اس کا شاہد ہے
بشر آیا نہیں بعد نبی اس شان و شوکت کا
یہ مہدی برحق ہے مثیل ابن مریم ہے
رسول اللہ سے مژدہ سنا تھا جسکی بعثت کا
یہ وہ ہے رہبر کامل یہ وہ ہے ہادی مطلق
کہ اس سے راستہ ملتا ہے بھولوں کو ہدایت کا
جسے ہے سمجھ حق کی اوسے مژدہ وشادیاں آئے
تماشا دیکھیے آکر ظہور حق کی قدرت کا
بیاں ہیں خوبیاں اسلام کی اوس ذات اقدس سے
کوئی دن میں جہاں سے کوچ ہے اب شرک و بدعت کا
مٹاتا ہے دلوں سے کفر و ظلمت کی سیاہی کو
چکھاتا ہے مزا لوگوں کو ایمانی حلاوت کا
شریعت کا نبی پاک کی وہ ہی مجدد ہے
خدا نے سر پہ اُسکے تاج رکھا ہے امامت کا
نشاں تائید میں دکھلاتے ہیں ارض و سما کیا کیا
کلام پاک سے اثبات ہے اوسکی صداقت کا
اوسے بھیجا ہے خالق نے کہ تا مخلوق کو اوس کی
چلن سکھلائے وحدت کا طریقہ اوسکی طاعت کا
وہ طاعت میں خدا کی رات دن معروف رہتا ہے
مجھے ہے ناز دم بھرتا ہوں میں اوسکی اطاعت کا
مگر حیران ہوں جہال کی ایذا رسانی سے
کچھہ حد سے بڑھ گیا ہے شور و شر ان کی بغاوت کا

کوئی کافر سمجھتا ہے کوئی گمراہ کہتا ہے
سنا ہے حال جب سے منکروں نے میری بیعت کا
سنائیں گالیاں صدہا لگائیں تہمتیں کیا کیا
اُٹھا رکھا نہ کوئی بھی دقیقہ میری ذلت کا
بُرا کہنے میں مفسد رات دن مصروف رہتے ہیں
انھیں ہاتھ آگیا ہے مشغلہ میری مذمت کا
مجھے دیں گالیاں مجھکو کہیں تحقیر کے کلمے
مجھے منظور جو ہو مقتضا اون کی شرافت کا
بُرا کمبخت کیوں یہ حضرت اقدس کو کہتے ہیں
نہیں پہچانتے کیوں مرتبہ اون کی فضیلت کا
یہ ودیت میں حد سے بڑھ گئے ہیں - ایک دن آخر
خدا کے سامنے پھل پائینگے اپنی شرارت کا
خدا کے نیک بندوں کو بُرا کہتے ہیں یہ ظالم
نہ انکو خوف محشر کا نہ ہے خطرہ قیامت کا
جسے بھیجا گیا انپر انہوں نے اوسکو جھٹلایا
ہمیشہ سے یہی ہے خاصہ انکی طبیعت کا
بروز احمد مرسل ہے گویا خود ہی احمد ہے
مثیل مصطفےٰ کو ہے لقب زیبا نبوت کا
اگر احمدؐ کو جھٹلایا تو جھٹلایا محمدؐ کو
جو ہے منکر امامت کا وہ ہے منکر رسالت کا
سمجھتے ا... موذی یا در کہیں بچ نہیں سکتے
جواب ان سے خدا لے گا ضرور ان کی حماقت کا
مجھے رہ رہ کے انکے حال پر افسوس آتا ہے
بھریں دم مولویت کا عقیدہ رکھیں بدعت کا
مزا اک ایک کو اس بدزبانی کا چکھا دیتا
اگر ہوتا نہ مجھکو پاس حضرت کی نصیحت کا
وگرنہ یہ مخالف چیز کیا ان کی حقیقت کیا
ابھی شیرازہ انکی توڑ دیتا مولویت کا
مجھے سردار لشکر دین کا حق نے بنایا ہے
میں اک مرد بہادر فرد ہوں اوسکی جماعت کا
مری ہمت کے آگے زال و رستم چیز ہی کیا ہیں
فزوں تر مرتبہ ان سے کہیں ہے میری طاقت کا
ٹھہر جائے مرے آگے کہاں یہ تاب دشمن کو
نہیں کوئی ہوا نطے ساجو دیکھے میری جرأت کا
مری دہشت سے تھر تھر کانپتے ہیں مدعی میرے
یہ اونپر رعب چھایا ہے مری تیغ شجاعت کا
ہے دیکھا بدر میں چیلنج سب نے بھائی اکبر کا
نہ آیا جوش میں کیوں مادہ کچھہ انکی غیرت کا
جھجکتے کیوں ہیں منکر مرد بنکر سامنے آئیں
اگر کچھہ حوصلہ رکھتے ہوں دل میں قابلیت کا
کسی کو بیٹھ پیچھے یوں بُرا کہنا جہالت ہے
نہیں شیوہ شرافت کا طریقہ ہے رزالت کا
خدایا تجھکو روشن ہے جو کچھہ مجھپر گذرتی ہے
سناؤں حال کیا جہال کے بغض و عداوت کا
خدایا تو نگہباں ہے خدایا تو محافظ ہے
خدایا آسرا ہے ہمکو بس تیری حمایت کا
خدایا باز یہ آتے نہیں بیہودہ گوئی سے
لحاظ انکو شرافت کا نہ انکو پاس عزت کا
خداوندا کہاں تک سختیاں جھیلوں مصائب کی
دکھادے منتظر ہوں فیصلہ اپنی عدالت کا
امام پاک کے در پر نواب مضطر کو پہنچادے
خداوندا بہت مشتاق ہوں اسکی زیارت کا

سوال کیا ابن مریم مراد مثیل ابن مریم ہے اور یہہ کس طرح -

جواب ہاں ابن مریم سے مراد مثیل ابن مریم ہی ہے - اسطرح کہ احادیث میں جیسے ابن مریم کی نسبت پیشگوئی کی ہے ایسے ہی مہدی کی نسبت بھی - اور جیسا ابن مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام ہے ایسا ہی مہدی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کا اب مہدی کی آمد کی نسبت تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ مہدی سے مراد مثیل مہدی ہے نہ اصل مہدی جو بروز محمدؐ اور مظہر احمدؐ ہونے کیوجہ سے مہدی ہوگا اب تعجب ہے کہ مہدی سے تو خود بخود مثیل مہدی سمجھہ لیا ہے مگر ابن مریم سے مراد مثیل ابن مریم کا مسئلہ سمجھہ میں نہیں آتا -

اگر در خانہ کس است ہمیں نکتہ بس است

غلام رسول احمدی راجیکے ضلع گوجرانوالہ

پیسہ اخبار کی اخبار نویسی کا معراج

پیسہ اخبار جھوٹی اور نمائشی شیخی میں بہت بڑا ہوا ہے - اور اپنے ایڈیٹوریل سٹاف کی تعریفیں کرتے ہوئے اسے سانس چڑھ آیا کرتا تھا ہینے کئی مرتبہ اسکے ایڈیٹوریل سٹاف کی قابل شرم غلطیوں کو ظاہر کیا ہے - آج ایک اور مکروہ غلطی دکھاتا ہوں جس سے یہ بھی معلوم ہو جاویگا کہ پیسہ اخبار کے دفتر میں خبریں کس محنت اور قابلیت سے لکھی جاتی ہیں - ۱۶ - جولائی ۱۹۰۶ء کے ص ۷ کے دوسرے کالم کی آخری خبر یہ ہے -

"مرزا صاحب قادیانی کے دو فرزند لڑکے بشیر الدین محمود احمد آجکل لاہور آئے ہوئے ہیں مرزا صاحب کی بڑی بہو کے ہاں ہسپتال میں ایک بچہ پیدا ہوا تھا جسکی دو ہم وہ علیل اور زیر علاج ہے مرزا جی کے دونو لڑکے خوب چست و چالاک ہیں بڑا لڑکا باوجود کہ صاحب اولاد ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ مڈل میں فیل ہو چکا ہے اگر مرزا جی کے بعد یہی لڑکے ان کے گدی کے وارث بنے تو خوب مذہب چلائیں گے "

ناظرین ذرا منشی محبوب عالم صاحب کی صحت معلومات اور قابلیت کی بیبے داد دیں - وہ لاہور میں موجود ہیں انکے دفتر میں حضرت اقدس کا ایک خادم موجود ہے - پاس خواجہ صاحب کا دفتر ہے - حکم اور بدر انکے دفتر میں جاتے ہیں لیکن وہ ایک معمولی واقعہ کو صحت سے نہیں لکھہ سکتے - اور پیر ولایت کے اخباروں پر جو سندر پارانڈیا کے متعلق غلطی کریں ہنسی اڑایا کرتے ہیں - حالانکہ خاص لاہور کا واقعہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خبر خود ایڈیٹر پیسہ اخبار کے گھر میں تراشی گئی ہے اور پیسہ اخبار آئندہ ریوٹر کی سی ایجنسی بھی قایم کرلے -

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی بہو کے ہاں ہسپتال میں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا - بچہ قادیان میں پیدا ہوا تھا - اور بشیر الدین محمود احمد حضرت کے بڑے صاحبزادے کا پورا نام ہے -

جسکو پیسہ اخبار اپنی معمولی قابلیت سے دو نام جداگانہ سمجھتا ہے - اور پھر لطف یہ کہ یہ ظاہر کرکے کہ دونو لڑکے خوب چست و چالاک ہیں " بتاتا ہے کہ اسنے گویا دونو کو دیکھا بھی ہے جو صاحب ہو تے ہیں نہیں سمجھتا کہ ایسی جھوٹی خبریں تراشنے سے مسٹر محبوب عالم کو فائدہ کیا ہے ؟ آخر میں جو ریمارک صاحبزادہ صاحب کی قابلیت پر دیا ہے وہ اور بھی بیہودہ ہے - اگر ملک و قوم کی اصلاح کے لئے مڈل پاس کی شرط ہے تو پیسہ ایڈیٹر پیسہ اخبار کے نزدیک انبیاء ورسل کا سلسلہ بعض ناقابل ا... مطمئن ہوگا - کیونکہ انہوں نے پیسہ اخبار کی مجوزہ یونیورسٹی کا سارٹیفکیٹ حاصل نہیں کیا تھا - اور اگر اس سے یہہ مراد ہے کہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر نے مڈل پاس کیا ہوا ہے تو بہت خوب میں انہیں مبارکباد دیتا ہوں - مگر وہ اپنی اولاد کی فکر کریں کیونکہ انکے قایم کردہ کارخانہ کے لئے شاید بہت بڑی قابلیت کی حاجت ہے -

صاحبزادہ صاحب یا حضرت اقدس کا کوئی اور بچہ جو موعود ہوگا اسکے لئے خدا تعالےٰ نے مڈل پاس کی شرط نہیں رکھی اور نہ اسکے لئے یہ ڈگریاں ہوتی ہیں - وہاں تو ایمان اور اعمال صالحہ اور معرفت حقہ کی حاجت ہے وہ خدا کے فضل سے صاحبزادہ صاحب کو پیسہ اخبار کے ایڈیٹر سے اتنی بڑھ کر ہے کہ وہ مقابلہ کر سکتے ہیں ورنہ تجربہ کرکے دیکھہ لو - خدا تعالےٰ کی ہستی - مسئلہ نبوت - تقدیر - دوزخ بہشت پر پیسہ اخبار کا ایڈیٹر بھی مضمون لکھے اور صاحبزادہ صاحب بھی لکھیں پبلک اندازہ کرلے گی ؟ اور اگر مڈل یا انٹرنس ہی کا مقابلہ ہے تو میں مان لیتا ہوں کہ وہ تو مسٹر محبوب عالم جتنا بھی نہیں پڑھے - اور نہ اسکی انہیں ضرورت - بہرحال آئندہ مسٹر محبوب عالم ایسے بیہودہ نوٹ لکھہ کر اپنے اخبار کی وقعت کم نہ کیا کریں گے ؟

ہشیار باش

کلماتِ طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

ان لوگوں کی زندگی سفلی ہوتی ہے یہہ دنیا اور اسکی گندگیوں کو چھوڑ کر الگ نہیں ہوتے انکے اعمال میں زندگی کی روح نہیں ہوتی۔ لیکن جب انسان اس سفلی زندگی سے نکل آتا ہے تو اس کے اعمال میں اخلاص ہوتا ہے وہ ہر قسم کی ناپاکیوں سے الگ ہو جاتا ہے۔ پھر اسے وہ قوت اور طاقت ملتی ہے کہ وہ شے اور امانت اللہ جسکو اٹھانا مشکل ہے وہ اٹھا لیتا ہے جسکی اطلاع فرشتوں کو بھی نہیں ہوتی۔ وہ بھی یہی نماز روزہ کرتے ہیں اور دنیا بھی یہی کرتی ہے مگر انکی نماز اور دنیاداروں کی نماز میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ بڑے مخلص اور شان کے لائق تھے۔ کیا ان کے عہد میں لوگ نماز روزہ نہ کرتے تھے؟ پھر ان کو سب پر سبقت اور فضیلت کیوں ہے؟ اس لئے کہ دوسروں میں وہ بات نہ تھی جو انمیں تھی یہہ ایک روح ہوتی ہے جب پیدا ہو جاتی ہے تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدوں میں شامل کر لیتا ہے لیکن وہ ملعونی زندگی خدا کو منظور نہیں جو نماز روزہ کی حالت اور صورت میں ریاکاری اور تصنع سے آدمی بنا لیتا ہے۔ ایسے لوگوں میں زبان کی چالاکیاں اور نطق بڑھ جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو لاف گزاف پسند نہیں وہ ناراض ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ نماز۔ روزہ اور زکوٰۃ وصدقات کسی وقعت اور قدر کے لائق نہیں جن میں اخلاص نہو بلکہ وہ لعنت ہیں یہہ اسی وقت بابرکت ہوتے ہیں جب دل اور زبان میں پوری صلح ہو۔

خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی دہوکا نہیں دے سکتا۔ وہ دل کے نہاں در نہاں اسرار سے واقف ہے۔ انسان جو محدود العلم ہے اور جس کی نظر وسیع نہیں ہے دہوکا کہا سکتا ہے۔ ہمارے دوست سیٹھ عبد الرحمان صاحب جو بڑے مخلص اور نیک آدمی ہیں۔ انہوں نے ایک مرتبہ ایک ہیرے کے متعلق دہوکہ کہایا۔ سیٹھ صاحب یہاں قادیان ہی میں میرے پاس موجود تھے ایک شخص کابل کی طرف کا رہنے والا چند ٹکڑے پتھر کے یہاں لایا اور ظاہر کیا کہ وہ ہیرے کے ٹکڑے ہیں۔ وہ پتھر بہت چمکیلے اور آبدار تھے سیٹھ صاحب کو وہ پسند آگئے اور وہ ان کی قیمت میں پانسو روپیہ دینے کو طیار ہو گئے اور پچیس روپیہ یا کچھہ کم وبیش ان کو دے بھی دئے۔ پھر اتفاقاً مجھہ سے مشورہ کیا کہ میں نے یہ سودا کیا ہے آپ کی کیا رائے ہے میں اگرچہ ان ہیروں کی قدر اور اصلیت سے ناواقف تہا۔ لیکن روحانی ہیرے دنیا میں کمیاب ہوتے ہیں یعنے پاک حالت کے لوگ جن کے نام پر کئی جہوٹے پتھر یعنی مزوّر لوگ چمک دمک دکہا کر لوگوں کو تباہ کرتے ہیں۔ جوہر شناسی میں مجھے دخل تہا اسلئے میں نے اس جگہ پڑتا اور سیٹھ صاحب کو کہا کہ جو کچھ آپ نے دیا وہ تو واپس لینا مشکل ہے لیکن میری رائے ہے کہ پانسو روپیہ دینے سے پہلے کسی اچھے اور قابل جوہری کو یہہ پتھر دکہلا لینے چاہئیں۔ اگر در حقیقت ہیرے ہوئے تو روپیہ دیدینا چنانچہ وہ پتھر مدراس ایک جوہری کے شناخت کرنے کے لئے بھیجے گئے اور دریافت کیا گیا کہ ان کی کیا قیمت ہے وہاں سے جواب آیا کہ یہ نرے پتھر ہیں ہیرے نہیں ہیں اور اس طرح پھر اس دہوکہ سے سیٹھ صاحب بچ گئے۔

غرض

یہہ ہے کہ جس طرح دنیوی امور میں دہوکے لگ جاتے ہیں اسی طرح پیران گدی نشینوں اور علماء کے دہوکے ہیں جو اس سلسلہ کی مخالفت میں مختلف قسم کی روکیں پیدا کرتے ہیں۔ بہت سے لوگ جو سادہ دل ہوتے ہیں اور ان کو پوری واقفیت اس سلسلہ کی نہیں ہوتی انکو دہوکہ لگ جاتا ہے اور وہ ناراستی کے دوست ہو جاتے ہیں۔ یہہ خدا تعالیٰ کا فضل ہی ہے تو انسان روحانی طور پر جوہر شناس ہو جائیں۔ بہت ہی کم [illegible]

بہر حال

میرا مقصد اس سے یہہ ہے کہ نرا بدیوں سے بچنا کوئی کمال نہیں ہماری جماعت کو چاہئے کہ اسی پر بس نہ کرے نہیں بلکہ انہیں دو تو کمال حاصل کرنے کی سعی کرنی چاہئے جسکے لئے مجاہدہ اور دعا سے کام لیں یعنے بدیوں سے بچیں اور نیکیاں کریں۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ خدا کو سادہ نہ سمجھ لے کہ وہ مکر وفریب میں آجائے گا۔ جو شخص سفلہ طبع ہو کر خدا تعالیٰ کو دہوکہ دینا چاہتا ہے اور نیکی اور راستبازی کی چادر کے نیچے فریب کرتا ہے وہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ اسے اور بھی رسوا کرے گا۔

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا

ایسے ہی لوگوں کے لئے فرمایا ہے نفاق اور ریاکاری کی زندگی لعنتی زندگی ہے یہہ چھپ نہیں سکتی۔ آخر ظاہر ہو کر رہتی ہے اور یہہ سخت ذلیل کرتی ہے۔

خدا تعالیٰ کسی چیز کو چھپاتا نہیں نہ نیکی کو نہ بدی کو۔ سچے نکوکار اپنی نیکیوں کو چھپاتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ انہیں ظاہر کر دیتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب حکم ہوا کہ تو پیغمبر ہو کر فرعون کے پاس جا تو انہوں نے عذر ہی کیا اس میں سر یہ تہا کہ جو لوگ خدا کے لئے پورا اخلاص رکھتے ہیں وہ نمود اور ریا سے بالکل پاک ہوتے ہیں سچے اخلاص کی یہی نشانی ہے کہ کبھی خیال نہ آوے کہ دنیا میں کیا کہتی ہے۔ جو شخص اپنے دل میں اس امر کا ذرا بھی شائبہ رکھتا ہے وہ بھی شرک کرتا ہے سچا مخلص اس امر کی پروا ہی نہیں کرتا کہ دنیا اسے نیک کہتی ہے یا بد۔

میں نے تذکرۃ الاولیا میں دیکھا ہے کہ ایک نیک آدمی جب چھپ کر مناجات کرتا ہے تو اسکی عجیب حالت ہوتی ہے وہ اپنے ان تعلقات کو جو خدا تعالیٰ سے رکھتا ہے کبھی ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ اگر اس مناجات کے وقت اتفاق سے کوئی آدمی آجاوے تو وہ ایسا شرمندہ ہوتا ہے جیسے کوئی زناکار عین حالت زنا میں پکڑا جاوے۔ یہہ بالکل سچی بات ہے کہ ہر نیک آدمی جسکے دل میں اخلاص بھرا ہوا ہے وہ طبعاً اپنے آپ کو پردہ میں رکھنا چاہتا ہے ایسا کہ کوئی پاکدامن عورت بھی ایسا نہیں رکھتی یہہ امر ان کی فطرت ہی میں ہوتا ہے۔

یہہ مت سمجھو کہ انبیاء ورسل اپنے مبعوث ہونے کے لئے درخواست کرتے ہیں ہرگز نہیں وہ تو ایسی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں کہ بالکل گمنام رہیں اور کوئی ان کو نہ جانے مگر خدا تعالیٰ زور سے انکو انکے حجروں سے باہر نکالتا ہے۔ ہر ایک نبی کی زندگی ایسی ہی تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو دنیا سے پوشیدہ رہنا چاہتے تھے یہی وجہ تھی جو وہ غار حرا میں چھپکر رہتے تھے اور عبادت کرتے رہتے + انکو کبھی وہم بھی نہ آتا تہا۔ کہ وہ وہاں سے نکل کر کہیں

یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا

آپ کا منشا یہی تہا کہ پوشیدہ زندگی بسر کریں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے یہ نہ چاہا اور آپ کو مبعوث فرما کر باہر نکالا۔ اور یہہ عادت اللہ ہے کہ جو کچھہ بننے کی آرزو کرتے ہیں وہ محروم رہتے ہیں اور جو چھپنا چاہتے ہیں انکو باہر نکالتا اور سب کچھہ بنا دیتا ہے۔

پس

یقیناً سمجھو کہ میں بھی تنہائی کی زندگی کو پسند کرتا ہوں وہ زمانہ جو مجھہ پر گذرا ہے اسکا خیال کر کے مجھے اب بھی لذت آتی ہے میں طبعاً خلوت پسند تہا۔ مگر خدا تعالیٰ نے مجھے باہر نکالا۔ پھر اس حکم کو میں کیونکر رد کر سکتا تہا؟ میں اس نمود اور نمایش کا ہمیشہ دشمن رہا لیکن کیا کروں۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہی پسند کیا تو میں اس میں راضی ہوں۔ اور اسکے حکم سے منحرف ہونا کبھی پسند نہیں کر سکتا اسپر دنیا کے جو جی میں آئے کہے میں اسکی پروا نہیں کرتا۔

یہہ خوب سمجھہ رکھو کہ سچے موحد وہی ہیں جو نہ تو ہر نیکی ظاہر نہیں کرتے اور نہ سچائی کے قبول کرنے میں دنیا سے ڈرتے ہیں اگر دنیا ان کے کسی فعل سے بدکتی ہے تو انہیں پروا نہیں ہوتی بعض کہتے ہیں کہ صحابہ جسقدر مجاہدے کرتے تھے یا روزہ رکھتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا ثابت نہیں صحابہ میں سے بعض بعض قریب قریب رہبانیت کی زندگی تک پہنچ جاتے۔ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے (معاذ اللہ) بڑھے ہوئے تھے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالیٰ نے جبرا اور اکراہ کو باہر نکالا تہا۔ آپ کی وہ عادت جو اخفا کی تھی دور نہ ہوئی تھی کسی کو کیا معلوم ہے کہ آپ پوشیدہ طور پر کس قدر مجاہدات اور عبادات میں مصروف رہتے تھے ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی میرے گھر میں باری تھی رات کو جب میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں میں بہت حیران ہوئی اور آپ کو تلاش کیا جب کہیں پتہ نہ لگا تو آپ کو ایک قبرستان میں پایا کہ نہایت الحاح کیساتھ مناجات کر رہے تھے کہ اے میرے خدا میری روح میری جان میری ہڈیوں میرے بال بال نے تجھے سجدہ کیا۔

اب اگر عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس معاملہ کی خبر نہ ہوتی تو کسکو معلوم ہوتا کہ آپ اپنے رب کے ساتھ کیا معاملہ کر رہے ہیں۔ اسی طرح آپکے مجاہدات اور عبادات کا حال تہا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی عادت میں رکھدیتا ہے کہ وہ اخفا کرتے ہیں اسلئے دنیا کو پورے حالات کی خبر بھی نہیں ہوتی وہ دنیا کے لئے توجہہ کرتے ہی نہیں جس سے معاملہ اور تعلق ہوتا ہے وہ ہر جگہ جانتا ہے۔ اور دیکھتا ہے۔ پس مومنوں کو بھی دو ہی قسم کی زندگی بسر کرنے کا حکم ہے سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً بعض نیکیاں ایسی ہیں کہ وہ علانیہ کیجاویں اور اس سے غرض یہ ہے کہ تا اس کی وجہ سے دوسروں کو بھی تحریک ہو اور وہ بھی کریں۔ **جماعت نماز** علانیہ ہی ہے اور اس سے غرض یہی ہے کہ تا دوسروں کو بھی تحریک ہو اور وہ بھی پڑہیں۔ اور سرًّا اسلئے کہ یہ مخلصین کی نشانی ہے جیسے تہجد کی نماز ہے۔ یہاں تک بھی سرًّا نیکی کرنے والے ہوتے ہیں کہ ایک ہاتھ سے خیرات کرے۔ اور دوسرے کو علم نہ ہو۔ اس سے بڑھ کر اخلاص مند ملنا مشکل ہے۔ انسان میں یہ بھی ایک مرض ہے کہ وہ جو کچھہ خرچ کرتا ہے وہ چاہتا ہے کہ لوگ بھی اسے سمجھیں مگر میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ میری جماعت میں ایسے بھی لوگ ہیں جو بہت کچھہ خرچ کرتے ہیں۔ مگر اپنا نام تک ظاہر نہیں کرتے بعض آدمیوں نے مجھے کئی مرتبہ پارسل بھیجا ہے اور جب اسے کھولا ہے تو اندر سے سونے کا ٹکڑا نکلا ہے یا کوئی انگشتری نکلی ہے اور بھیجنے والے کا کوئی پتہ بھی نہیں۔ کسی انسان کے اندر اس مرتبہ اور مقام کا پیدا ہونا چھوٹی سی بات نہیں اور نہ ہر شخص کو یہہ مقام میسر آتا ہے یہہ حالت اسوقت پیدا ہوتی ہے جب انسان کامل طور پر اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کے صفات پر ایمان لاتا ہے اور اسکے ساتھ اسے ایک صافی تعلق پیدا ہوتا ہے دنیا اور اسکی چیزیں اسکی نظر میں فنا ہو جاتی ہیں اور اہل دنیا کی تعریف یا مذمت کا اسے کوئی خیال ہی پیدا نہیں ہوتا اس مقام پر جب انسان پہونچتا ہے تو وہ خفا کو زیادہ پسند کرتا ہے اور تنہائی اور تخلیہ کو عزیز رکھتا ہے +

باقی آئندہ

اخلاقی وعظ

اسلام میں یہ خصوصیت ہے کہ اوس کے وعظ کرایہ کے نہیں ہوتے ہر شخص جو اسلام کی نسبت کچھ جانتا ہے بیان کرسکتا ہے یا یوں کہیے کہ ہر مسلمان اپنی اپنی معلومات اسلامی کے موافق واعظ ہے۔ لوگ علماء کا فرقہ ایک جداگانہ فرقہ خیال کرتے ہیں رسوم کے نزدیک جو شخص مذہب کی بابت کچھ جانتا ہے وہ ہی اپنی معلومات کی موافق ایک عالم ہے۔

مگر افسوس تعصب ہی مذہبی واعظوں میں پیدا ہوا ہوا ہے۔ واعظوں کی وعظ بھی ایک خاص طرز کے ہونیکی وجہ سے بے اثر اور بے نتیجہ ہوتے ہیں یا تو یہ کہا جائے کہ اسلامی وعظوں یا اسلامی کلام میں کوئی اثر نہیں اور یا یہ کہ اسلامی واعظوں کی زبان میں کچھ اثر باقی نہیں رہا۔

اسلام میں دو قسم کے وعظ ہیں۔

" متعلق بہ عبادت

" متعلق بہ اخلاق یا حقوق عباد۔

زمانہ موجودہ میں ہمارے واعظوں کا اکثر حصہ پہلی قسم سے متعلق ہی رہتا ہے۔ نعوذ باللہ۔ میرا منشاء نہیں کہ پہلا حصہ لاحاصل اور غیر ضروری ہے جو شخص ایسا خیال رکھتا ہے وہ اسلام سے خارج ہے میرا مدعا یہ ہے کہ پہلے حصے کے متعلق واعظوں کی سعد رشق ہوگئی ہے کہ دوسرا حصہ بالکل نظرانداز ہوتا جاتا ہے۔ عبادت یا فرائض عبادت اور دوزخ و بہشت کی نسبت ہر ایک وعظ میں کثیر حصہ ہوتا ہے وہ مسائل جو لوگوں یا مسلمانوں کو مدتوں سے ازبر ہو چکے ہیں پھر وعظ میں انہیں کا بالخصوص ذکر اور اعادہ ہوتا ہے نماز روزہ زیور اسلام اور زینت ایمان ہے جو شخص ان سے انکاری ہو یا جو فرد مسلمان ان سے کنارہ اعراض کرے وہ ننگ اسلام ہے۔ لیکن ہر وعظ میں صرف انہیں کے بیان پر وعظ کا ختم کر دینا دوسرے ضروری مسائل کا خون کرنا ہے

نماز اور روزہ کا یہ مدعا نہیں ہے کہ اون کے ہوتے دوسرے عیبوں یا دوسرے نقص ثواب ہو جاتے ہیں یا اون پر غور کرنے کی کوئی ضرورت نہیں باقی رہتی بلکہ نماز اور روزہ تو ایسی عبادت ہیں جو مانع فواحش اور منکرات ہیں اون کی غرض ہی یہ ہے کہ لوگ فواحش اور عیوب سے بالخصوص بچیں جب عبادت کا وعظ کیا جاتا ہے تو واعظ کا یہ کبھی بھی منشاء نہیں ہوتا کہ عبادت کے سوا جو اور محاسن ہیں اون سے منہ پھیر لیا جاوے۔ ایک واعظ کا مجلس وغیرہ میں یہ کہنا کہ خدا حاضر و ناظر اور سمیع و بصیر ہے وہ ذرہ بھر نیکی ضائع نہیں جانے دیتا اور ہر بدی کا وزن کرتا ہے یہ ثابت کرتا ہے کہ خدا کریم معاد کے سوائے امور معاشیہ کا بھی نگران اور محاسب ہے جو ذرہ اور بہت ذرہ بھر نیکی اور ذرہ بھر بدی کا اجر دیتا اور حساب لیتا ہے اوسکی نسبت یہ قیاس کر لینا کہ سوائے امور معاش کے اسے کوئی سروکار نہیں ایک بزدلانہ خیال ہے

خدائی مذہب میں عبادتی یا معاشی یا اخلاقی ضرورتوں کے بعد رہی بزرگان مذاہب اور ارکان ملت نے روشنی ڈالی ہے کہ حقوق عباد کا سوال سب سے پہلے ہوگا حقوق عباد میں اخلاق کے مسائل اور سب ضرورتیں داخل ہیں یا یوں کہو کہ حقوق عباد کے الفاظ اور تکمیل کا نام ہی اخلاق۔ عباد کی رضامندی دراصل خدا کی رضامندی ہے

من لا یشکر الناس لم یشکر اللہ

جب تک ہم حقوق عباد کی حفاظت نہیں کرتے تب تک حقوق اللہ کی تکمیل کیونکر ہو سکتی ہے جو شخص خدا کے بندوں سے برائی کرتا اور اون کا خون چوستا ہے۔ وہ خدا کیا درست حساب رکھے گا۔

بمصداق ؎

تو کار زمیں را نکو ساختی
کہ با آسماں ہم بہ پرداختی

چونکہ مسلمان واعظوں کے وعظ عموماً ایک ہی حصہ یوسف و زلیخا کے مضمون سے بھرپور رہیں اسواسطے مسلمان امت کی اخلاقی حالت دن بدن گرتی جاتی ہے اور ان میں سے وہ اخلاقی جرأت وہ اخلاقی عمدگی ہٹتی جاتی ہے جس سے ایک گروہ انسانی عزت کے ساتھ دنیا کے صفحہ پر موجود یا قایم رہ سکتا ہے مدتیں گذر گئی ہیں کہ اون کے کانوں میں احاطہ مسجدوں کے اندر یہ آواز نہیں پڑی

مگر باہمی ہمدردی " " باہمی اخوت "
" باہمی خلوص " " باہمی مروت "
" باہمی شفقت " " باہمی اتفاق "
" باہمی سخاوجود "

کہ اخلاق بھی کوئی طاقت یا کوئی قضیہ ہے جس مسجد میں جاؤ اور جس وعظ گھر میں دیکھو ہاروت ماروت اور یوسف و زلیخا کے قصے سنا سنا لوگوں کو رلایا جاتا ہے یا بڑے بڑے بہشتی دوزخی نقشے بنا بنا لوگوں کو امید اور خوف دلایا جاتا ہے بیشک ایسے مواعظ اور ایسے قصص سے سامعین کے دلوں پر ایک اثر اور ایک خوف ہوتا ہے اور اونہیں رقت آتی ہے لیکن یہ سب ولولہ مسجد کے اندر ہی رہ جاتا ہے کیونکہ باہر کی دنیا میں اسکا کوئی نمونہ نہیں دکھایا جاتا لوگ نمازیں پڑھتے اور روزے رکھتے ہیں لیکن جب سچ بولنا ہوتا ہے تو بزدل سے رہ جاتے ہیں ہمدردی باہمی کی وقت دشمنی اور خدا لگتی عداوت کرتے ہیں مروت کے بدلے میں عناد برتتے ہیں۔ اتفاق کے بجائے تخم فساد بوتے ہیں۔ الفت اور محبت کے بجائے بغض اور حسد (دیدہ) دلیری یا عام بشارت عیاری [a]؟ کا افشا ہے غیرت اور حمیت کی جگہ اون سے بے شرمی سرزد ہوتے ہیں ہم بوجہ اس کے کہ اپنے گروہ کے علماء پر بہت کچھ بھروسہ رکھتے اور ادن کی تعظیم تکریم کرتے ہیں یہ کہنے کو تیار ہیں کہ علماء وقت کی بے توجہی کی وجہ سے مسلمانوں کی اخلاقی حالت دن بدن خراب ہوتی جاتی ہے ہوتی ہی نہیں جاتی بلکہ اوس کا بہت سا حصہ خراب ہو بھی چکا ہے جیل خانوں عدالتوں۔ وکیلوں کی کمروں۔ قرض گاہوں میں جاکر بہ نظر عبرت دیکھو کہ ہندوستان کی قوموں میں سے شومی طالع سے کس قوم کے افراد بکثرت گرفتار بلا و آفت ہیں کس قوم میں نام کو بھی غیرت نہیں رہی کس کی حمیت دھوئیں کی طرح اڑ گئی ہے کس قوم کے افراد نکبت اور ذلت میں مبتلا ہیں کس قوم کی جگ میں ہر جا رسوائی ہو رہی ہے کس قوم کا ہر ایک کام معرض خرابی اور گرداب ادبار میں گرتا ہے کس میں افلاس اور تنگدستی کی گرم بازاری ہے اور کس کی املاک اور جائدادیں خطرے میں پڑکر برباد ہو رہی اور ہو چکی ہیں کس قوم کی عورتوں سے ناجائز بھرے پڑے ہیں کن میں شہوانی خواہشات فواحش کا آئے دن زور ہے کس میں باوجود مذہبی ممانعت اور تحریم کے بھی شب و روز بوتلیں بیر و برانڈی کی لنڈھائی جاتی ہیں کس میں بے شمار بیکاروں کی اور ننگ دھڑنگ مسٹنڈوں اور ذلیل یا فقیروں اور گداگروں کی کثرت ہے کس قوم کے گداگر اور فقیر بے شرم و بے حیا ہیں کہ غیر قوم کے آگے بلکتے اور غیر قوم کی دوکانوں میں شب و روز جا جا اللہ و رسول کا نام لے کوڑی کوڑی مانگتے ہیں۔ کس قوم کے لوگ اون گھروں سے آٹے کی چٹکی پھر ان کھڑے ہو کر لاتے ہیں جو مسلمانوں کے اللہ و رسول کو (نعوذ باللہ) اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھتے کس قوم کے ہوکے فلاس اون افراد ہمسایہ کے جھوٹ کھانے سے بھی دریغ نہیں کرتے اور تم غذا [؟]

لے دیگر مذاہب میں بھی اس قسم کے فواحش ہوں گے اور ہیں لیکن ہماری قوم میں جس جرأت سے یہ نقص یا خرابی پائی جاتی ہے وہ قابل رحم ہے ۸۰ وہ کا اکثر حصہ ۳٬۴۳ کے اکثر مقدمات ہمارے ہی گروہ سے وابستہ ہیں اور ان مقدمات غیرت کیش میں مدتوں لڑے جانا عموماً ہمارا ہی حصہ ہوتا ہے۔ غصہ نکرو نظر عبرت سے یہ تماشا دیکھو اور پھر کہو کہ میں جھوٹ کہہ رہا ہوں

–

[؟] بعض سمجھتے ہیں کہ مذہب اور اخلاق میں کیا سبب اور کیا کچھ واسطہ ہے بہت لوگ ایسے ہی ہوں گے جو مذہب اور اخلاق میں کوئی نسبت نہیں سمجھتے یا ان دونوں کو جداگانہ قرار دیتے ہوں گے اور بعض ایسے ہی ہیں جو ان میں ایک نسبت سمجھتے ہیں مذہب اور اخلاق میں صرف ایک نسبت ہی نہیں بلکہ اخلاق مذہب کا ایک دوسرا حصہ ہے کہ دوسرا حصہ ہے اگر عبادتی تعلیم نکال دی جاوے تو باقی ساری تعلیم یا سارا مجموعہ اخلاق کا ہی رہ جاتا ہے اور اگر یا مواخذ دیکھا جاوے تو سچا اخلاق عبادتی حصوں کو اپنے دائرہ میں لے جدا کرتا ہے جس مذہب میں حسن اخلاق کی لازمی طور پر تعلیم نہیں وہ مذہب ہی کیا ہے کون خدا کا اعتقاد نہیں رکھتا اور کس مذہب میں خدا کے وجود کی تعلیم نہیں جانور بھی ستایش اور دست نگر ہیں حیوان ہی طبعی طور پر اوسکے پابند ہیں تعلیم اخلاق کیوجہ سے ہی انسانی عقاید کی قدر و منزلت کیجاتی ہے مذہب صرف یہی نہیں سکھاتا کہ خدا اور خدا کی ذات ہی کوئی بلکہ یہ بھی یاد دلاتا ہے ذات صمدی کے ماننے کے ساتھ بندگان ہی کو اس طور اور یوں برتنا لازمی ہے۔ اور انسان کی خلقت کی علت غائی ان مراتب خاصہ سے پوری ہوتی ہے کہ مذہب کہتا ہے خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر جھوٹ نہ بولو۔ دوسرے کی غیبت نکرو دوسرے سے حسد نہ رکھو دوسرے کا مال نہ کھاؤ جو شخص ان نصیحتوں پر کار بند نہیں اوسکی کون کہہ سکتا ہے کہ وہ مذہب کا پابند یا مذہب کا حامی ہے فرض کرو ایک فرد بشر خدا کو مانتا ہے لیکن جھوٹ بولتا اور ظلم کرتا ہے بتلاؤ ایسے کون مذہبی پابند کہے گا یوں عرفاً کہہ لو تو یہ دوسری بات ہے حقیقتاً ایسا شخص خدا کا کیا خدا کی ہر ایک تعلیم سے انکار اور اعتراض کرتا ہے اوس میں وہ بات ہی نہیں جو ایک مذہبی آدمی میں ہونی چاہیے جو شخص اخلاق کا پابند اور عامل ہے وہ گو خدا کو نہیں مانتا ہو مگر دنیا کے کاموں میں ایک بڑے مقدس مذہبی حصہ کا عامل اور پابند ہے وہ حقوق عباد میں قاصر نہیں گو خدائی حصے میں قاصر اور غاصب ہو اور بیشک اللہ کریم کا غضب ہوگا کہ وہ اوسکی ذات صمدی سے بشومی طالع منکر ہے اور بیشک وہ اس عقیدہ کیوجہ سے قابل لعنت ہے لیکن دنیا اور خدا کے مقابلہ میں اوسکا وجود ستودہ اور جو رو بہ رہا ہے وہ ماسبات کی کیا زندہ دلیل ہے کہ وہ قانون الٰہی کے دوسرے حصہ سے قاصر نہیں رہا اوس نے اوس جزو کو بوجوہ احسن پورا کیا ہے جو معاش سے تعلق رکھتا ہے کیا اوس کا یہ طریق عمل گو سرخروئی اور رسائی کا ذریعہ نہیں ہو سکتا اور گو وہ خداوند کی درگاہ میں التجا نہیں کر سکتا۔ اے رب العالمین میں اپنے قصور فہم سے تیری ذات سے منکر رہا مجھے بخش اسوجہ سے کہ میں تیرے دوسرے حصہ احکام

اور جہاں پرشاد ہمارے سایہ سے بھی بھرشٹ اور ناقابل کھانیکے ہو جاتا ہے ہم انکے منہ کا نوالہ بھی نہیں چھوڑتے اور وہ غیرت مند ہمارا سایہ بھی پڑ جاوے تو موتیوں کا کھانا بھی نہیں کہاتے۔

غیروں میں سے کوئی بھی ہماری شہادت اور گواہی بھی دینا حتی الامکان پسند نہیں کرتا لیکن ہم ہیں کہ قرآن اٹھا اٹھا کلمہ رٹ رٹ رات دن عدالتوں میں جا جا کر رہے ہیں گواہیاں دے رہے ہیں۔ ہماری ایسی حالت کیوں ہو گئی ہے ہم ایسے کمزور اور ایسے بے غیرت کیوں ہو گئے ہیں۔ صرف اس واسطے کہ

لے یہ بات تذکرۃً آگئی ہے اس سے دوسرے فریق کی دل آزاری حاشا وکلا مراد نہیں جسطرح ہم نہیں کہہ سکتے کہ کیوں دوسرا فریق ہم سے اسقدر پرہیز کرتا ہے اسی طرح دوسرا فریق بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم کیوں اپنے تئیں ملیاکرنے سے باز نہیں رکھتے ہیں مذہبی خیالات جدا رکھکر اگر مساوات معاشرتی کے اعتبار سے دیکھا جاوے تو جب ایک فریق ہم سے اسقدر بیزار ہو کہ ہمارا سایہ بھی اونکی ادنےٰ سی غذا کو خراب اور ناپاک کر دیتا ہے تو کیوں ہم اوس پر افسوس نکریں کہ ہم ان کے منہ کا نوالا اور جھوٹا لقمہ بھی نہیں چھوڑتے اونکی وہ حمیت اور ہماری یہ غیرت اونکا وہ حوصلہ اور ہمارا یہ لالچ۔ اونکی وہ [illegible] ہماری [illegible] بزدلانہ آزادی۔ اونکی وہ سیر چشمی اور ہماری [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] سے فقط ایک مسلمان فقیر ہی غیر قوموں کا دروازہ خالی نہیں چھوڑتا مسکین فقیروں میں بھی دوسری قوموں کے گدا اگر غیرت کے مارے مسلمانوں کے گھروں پر نہیں آتے۔ اس سال کے ابتدائی فروری کا ذکر ہے کہ میرے مکان پر ایک ہندو لڑکا آیا اور یہ سوال کیا کہ "پرمیشور کے نام کا کچھ بھوجن دلاؤ۔ میں نے اپنے نوکر سے کہا کہ اسے کچھ پیسے دو واقعی اسے کچھ ضرورت ہو گی کیونکہ اس قوم کے فقیر ہمارے گھروں پر بہت ہی کم آتے ہیں۔

واہ رے ہندو گدا گر تیری غیرت۔ نوکر سے پوچھا کہ یہ کسکا گھر ہے ہندو کا ہی یا مسلمان کا۔ یہ دریافت ہونے پر کہ یہ ایک مسلمان کا گھر ہے ہندو سادھو نے کہا کہ میں یہ خیرات نہیں لینے کا میرے دہرم کو بٹہ لگتا ہے جس قوم کے فقیروں اور گداگروں میں اتنی غیرت آگئی ہو وہ کیوں ترقی نکرے۔ عیب کردن لازم ہنرے باید۔ انکے یہاں مانگنا اور سوال کرنا بھی غیرت اور حمیت کے ساتھ ہے اور ہمارے یہاں مانگنا بھی بے حمیتی اور بے عزتی سے ع ببیں تفاوت رہ از کجا ست تا بہ کجا - ۱۲

محرر

ہے اخلاقی جرأت اخلاقی قوت جاتی رہی ہے اخلاق کی تعلیم ہی نہیں دی جاتی اور نہ ہی اوس کی برکت سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

قیامت کے دن سب سے پہلے علماء وقت سے یہ سوال ہوگا اور واعظین مذہب سے پوچھا جاوے گا کہ ان بندگان خدا کے اخلاق کی اصلاح کیوں نہ کی انہیں کیوں اسقدر بے غیرت اور بے حمیت بنا دیا انہیں کیوں وہ باتیں ہونے دیں جن سے ان کے دنیا کے کاموں سے گئے گذرے انھیں کیوں یہ راہیں نہ دکھائیں اور کیوں ان کی اخلاقی اصلاح نہ کی۔ ہماری امت کے علماء یاد رکھیں ان سوالات کا اب دن سے کوئی ہی نہ بچ سکے گا یہ سب بوجھ اونکی گردن پر ہے اوسدن یہ نہیں پوچھا جاویگا کہ کتنے مسلمانوں کو کافر بنایا اور کتنوں کے کفر پر مہر ثبت کی یا کفر کے فتوے لکھے اور کتنوں کے واسطے بہشت و دوزخ کی کنجیاں دفن کیں اور کتنوں کو خارج از اسلام کیا۔

اے حامیان اسلام اور اے علماء امت خیر الانام وقت آگیا ہے کہ آپ کے طریق وعظ بدل دیئے جاویں اتفاق اور اصلاح کی جد ہر اسکی ضرورت ہے نماز روزہ کے وعظ اور بہشت کی امید اور دوزخ کا خوف دلاؤ لیکن مسلمانوں کے اخلاق بھی درست کرو۔ [illegible] اختلاف رکھو اور ایک فرقہ دوسرے پر بیشک فضیلت کا اظہار کرے لیکن ان مشترکہ مواعظ میں ایک دوسرے کی اعانت کرو۔ یاد رکھو اختلاف امم کبھی نہیں دور ہوسکا ایک فرقہ کی کوشش سے دوسرا فرقہ نہ ہی معدوم نہیں ہو سکتا نہ تو شیعہ سنی کا استیصال کر سکتا ہے اور نہ سنی شیعہ پر کامیاب ہو سکتا ہے جس فرقہ میں ذرا بھی صداقت ہے وہ ضرور قائم رہیگا۔

جس فرقہ میں قرآن۔ رسول۔ خدا کی عزت کی جاتی ہے اور ان ارکان ثلاثہ پر دیگر مذہبیات کا مدار کہا جاتا ہے وہ میں نہیں جانتا کیونکر معدوم ہو سکتا ہے اور کسطرح اسلام اسے اپنے دائرہ میں سے باہر نکال سکتا ہے۔

اب وقت آگیا ہے کہ مشترکہ خلوص اور مشترکہ اعتبار اور عقیدہ کی جہت سے ایک فرقہ دوسرے فرقہ کی مشترکہ اصول کیوجہ اصول کی وجہ سے عزت اور احترام کرے۔ تہذیب اور اخلاص سے ہر فرقہ اپنے بڑھنے کی کوشش کر سکتا ہے اور ہر مشرب کا فرض ہے کہ اپنے مشرب کا اعلان عام کرے۔

برودت حرارت کو نہیں سہ سکتی اور نہ حرارت برودت کو۔ ایسا ہونا ممکن ہو سکتا ہے ایک ہی جسم کے اندر اربعہ اخلاط صفرا۔ سودا۔ بلغم اور خون تولید پاتے ہیں۔ ایک خلط سے دوسرے خلط کی نفی نہیں ہوتی۔

مساوات سے چلو اور مساوات سے کام لو دنیا ایک میدان ہے اوس میں ہر قوت چلنے اور مشق کرنے کا حق رکھتی ہے۔

تعجب ہے کہ لوگ اربعہ اخلاط سے اپنا جسم تو قایم رکھتے ہیں لیکن چند فرقوں سے مذہبی جسم قائم نہیں رکھ سکتے۔ مسلمانوں میں تفریقی مادوں کی ترقی ہوتی جاتی ہے خواہ مخواہ کا بغض وحسد ترقی کر رہا ہے۔

حالانکہ ہم خوب جانتے ہیں جسکی قسمت میں بڑھنا اور ترقی پانا ہے وہ ہماری کوششوں سے رک نہیں سکتا اور اگر اوسے ضائع ہو جانا ہے تو اوس کے حق میں کوئی کوشش مفید نہیں ہو سکتی۔

جب ہمیں دوسرے اور غیر فرقوں کے مقابلہ میں یہ تعلیم دی گئی ہے۔ کہ ان سے بہ نرمی مباحثہ اور مکالمہ کرو تو کیا باہمی مباحثت اور مکالمت کی نسبت الٰہی منشا یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ہم پورے عناد اور بغض سے کام لیں ہرگز نہیں۔ ع این خیال است و محال است و جنون۔

مباحثہ برا نہیں مکابرہ اور مجادلہ برا ہے۔

ہر فرقہ کے بزرگ کا نام ادب اور تہذیب سے لو اور اوسکی عزت کرو صرف اسوجہ سے نہیں کہ وہ ایک فرقہ کا لیڈر ہے بلکہ اسوجہ سے بھی کہ اوسکی ذات میں کچھ نہ کچھ امتیاز اور خصوصیت ہے اور ایک گروہ اوسکی عزت اور اوس کا احترام کرتا ہے۔

اختلاف یہ برا نہیں ہو سکتا لیکن نفاق برا ہے

حسن ظنی ایک عجیب نعمت ہے اس عمل سے اکثر خرخشے اور تنازعات خود بخود اٹھ جاتے ہیں۔

(مرزا سلطان احمد)

شکر للہ میں زندہ ہو گیا

موت ایک ایسی شاہراہ ہے کہ ہر امیر و فقیر عالم و جاہل جوان بڈھے بچے کو اسسے گذرنا ضروری ہے اور فی الحقیقت اگر دنیا میں موت نہ ہوتی تو یہی موت کی ضرورت محسوس کیجاتی کیونکہ دنیا میں ہر ایک مرضی بجائے خود جینا چاہتی ہے۔ اور دوسروں کو معدوم کرنا چاہتی ہے۔ اسلئے اس نظام کو قایم رکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کامل حکمت سے موت کا نظام قایم فرمایا۔ پھر اگر موت نہوتی تو شاید دینداروں اور خدا پرستوں کی امیدیں پیاسی بہر جاتا وہ روحانی ترقیاں جو انسان مرنے کے بعد کرتا ہے اسکے لئے وہ مشکلات میں پڑ جاتا بہرحال موت ایک خوفناک اور ڈراونی چیز نہیں جیسی کہ وہ سمجھی گئی ہے بلکہ نیکوں کیلئے موت ایک خوشکن چیز ہے وہ ایک مرکب ہے جو یار کو یار کے پاس پہنچاتا

میں اپنی بعض غلطیوں کی وجہ سے ۱۰- جولائی ۱۹۰۶ء کو سخت بیمار ہو گیا اور تب محرقہ کی شکل میں مجھ پر حملہ آور ہوا۔ حدت حبہ کا اضطراب کرتا اور بے کلی مجھے مار کر دینے لگی۔ میرے متعلقین اور احباب سخت تشویش میں پیدا ہوئی میں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ اس حالت کربی تلی میں مجھے مرنے کا کوئی بھی غم نہ تھا اور اس یقین پر کہ آخر ایک دن اس شاہراہ سے گذرنا ضروری ہے میں اپنے اندر آمادگی پاتا تھا۔ میری بیماری پھر اسکی صحت کی خبر و معلوم ہر چند معمولی بات ہے لیکن میں اس میں چونکہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک کرشمہ دیکھا ہے اسی کے اظہار کیلئے میرے دل میں ایک جوش ہے۔ دن کے ۱۲- بجے کے قریب میرے ایک مخلص بھائی میاں احمد نور کابلی میرے پاس آئے اور مجھے بیمار اور بیکل دیکھکر انہیں صدمہ ہوا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت حکیم الامۃ سے فقط دعا کیلئے عرض کر دیں اور صرف یہ دعا کہ اگر میری موت اس وقت مقدر ہے تو وہ اسلام پر ہو اور حضرت کے قدموں میں ہو اور قیامت کو آپ کے زمرہ میں حشر ہو۔ اور اگر ابھی میری زندگی مقدر ہے تو پھر مجھے خاص تبدیلی کی توفیق ملے اور خدمت اسلام کا خاص جوش دیا جاوے بس اس کے سوا اب کوئی آرزو نہیں۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تحریک اور کشش تھی جس نے میرے محسن اور شفیق مخدوم حضرت حکیم الامۃ کو اٹھایا وہ سخت دھوپ میں تنہا میرے پاس آئے اسوقت مجھے سخت کرب تھا اور بخار بہت شدید تھا میں نے زبانی بھی انسے یہی کہا حکیم الامۃ دیگر دن جھکا کر بیٹھے اور پھر دیکھا کہ نہ مجھے بخار تھا نہ کرب۔ بخت در دستے۔ میں فرق نہیں کر سکتا کہ میرے اپنی حالت کے بیان کرنے اور اس حالت کے جاتے رہنے میں کسقدر وقفہ لگا۔ میرا دل حمد الٰہی سے بھر گیا اور مجھ پر شفاعت کا مسئلہ کھل گیا مسیح تو مردے زندہ کرتا ہے لو اب اس کے ایک غلام کی توجہ اور باثر نظر نے مجھے زندہ کر دیا۔ اسوقت میرا بدن بالکل سرد تھا۔ اس حالت کو دیکھکر میرے دل میں عجیب عجیب خیالات پیدا ہوئے اور کچھ ایسا سرور آیا کہ میں بے اختیار ہو کر حمد الٰہی کرنے لگا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے بروز پر درود پڑھتا تھا جو لوگ میرے گرد و پیش تھے وہ میری حالت کا اندازہ کر سکتے تھے یہانتک کہ شہر میں میرے مر جانے کی خبر ہی مشہور ہو چکی تھی۔ اور مختلف طبقوں میں میری موت کے تذکرے ہونے لگے۔ لیکن خدا کا فضل ہے کہ میں مر کر زندہ ہو گیا جسکی آنکھیں پیچھے کی ہوں دیکھے اور جسکے سننے کے کان ہوں وہ سنے۔ شہر کے وہ لوگ جنہوں نے میری بیماری کی کیفیت سنی وہ شہادت دے سکتے ہیں کہ انہوں نے کیا سنا۔ عجیب بات ہے کہ مجھے کبھی جلاب نہیں آیا حضرت حکیم الامۃ نے دو دن کی واقعہ شدہ قبض کیلئے فروٹ سالٹ شام کو تجویز کیا جسکی بہت ہی تھوڑی سی مقدار میں نے پی۔ اور میرے دوستوں نے عرض کیا کہ اسکو جلاب نہیں آیا کرتا۔ حکیم الامۃ نے فرمایا تم دے تو دو۔ بہرحال مجھے فروٹ سالٹ دیا گیا اور عشا سے پہلے مجھے پانچ چھ اجابتیں آگئیں اور ساری رات میں آرام سے سویا اور آج ۱۲ کی صبح کو میں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر یہ چند سطریں لکھ رہا ہوں۔ آخر میں اپنے ان تمام بھائیوں کا شکر گذار ہوں اللہ تعالیٰ انہیں بہت بہت جزا دے جنہوں نے دعا سے میری مدد کی میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ جیسے یہ بیماری میرے لئے ایمانی حالت کے بڑھنے کا موجب ہوئی ہے اور میں نے خدا تعالیٰ کی عجیب قدرتوں کا معاینہ کیا ویسے ہی ان لوگوں نے جنہوں نے دعا سے میری مدد کی انہوں نے اس موقع پر دیکھا کہ دعائیں کسطرح قبول ہوتی ہیں وہ بیمار جسکے لئے حاذق طبیب اسکی حالت کے لحاظ کر کے یہ رائے ہو کہ وہ رات نہیں نکال سکتا سو وہ صبح کو محض خدا ہی کے فضل سے ان دعاؤں کے طفیل جو اسکے لئے اسکے محسن آقا امام اور آپکے خدام نے کیں [illegible] صحتیاب ہو گیا۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔ (ایڈیٹر)

ایک نو مسلم کا لیکچر

[۹ جون ۱۹۱۶ء کو بعد عصر شیخ محمد یوسف صاحب نو مسلم نے مندرجہ ذیل لیکچر پڑھ کر سنایا۔ ایڈیٹر]

معزز حاضرین اسمیں کوئی کلام نہیں کہ انسان کو خداوند کریم نے اشرف المخلوقات پیدا کیا ہے مگر جو فطرتی کمزوری انسان کے گلے کا ہار ہو گئی ہے وہ ذرا بھی آگے نہیں بڑھنے دیتی۔ انسان تو چاہتا ہے کہ میں آگے بڑھوں یہانتک کہ الہی قرب حاصل کر سکوں اسلئے انسان کو ہمیشہ محتاط رہنا چاہئے کہ ایسی کمزوریوں سے ہر وقت بچتا رہے۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اور انسانیت کا جامہ پہنا ہے۔ مجھے یہی دھن رہی ہے کہ کسی طرح سے ست مارگ یعنی صراط مستقیم کا پتہ ملے۔ چنانچہ میری اس جستجو کا یہ نتیجہ ہوا کہ بہت گڑھوں سے نکلکر باہر آیا۔ اور گڑھے بھی اسقدر عمیق تھے کہ جن سے نکلنا محال تھا مگر فضل الہی میرے شامل حال تھا۔ مجھکو ان گڑھوں سے ایسا نکالا جیسے چاہ سے یوسفؑ۔ خدا کی قدرت شاید اسی وجہ سے میرا نام بھی یوسف ہی رکھا گیا۔ پہلا گڑھا آریوں کا تھا اور خوب غور و خوض کیا گیا۔ لیکن انکی تعلیم اسقدر پایۂ تہذیب سے گری ہوئی تھی جسے میں کہہ سکتا ہوں کہ کوئی خاندانی اور مہذب آدمی اسے ہرگز ہرگز قبول نہیں کریگا۔ بلکہ نفرت کی نگاہ سے دیکھکر کوسوں دور بھاگیگا۔ اول ان کی ویدک تعلیم میں سے ایک مسئلہ نیوگ کا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے بانی نے آریوں کو ایسا بے حیائی کا سبق دیا۔ اور پانڈو اور کوروں کی شان کے مہاتموں اور رشیوں کیلئے ایک ایسی سڑک بنادی جس سے انکی خواہش تھی کہ کوئی شخص بھی اس دنیا سے پاک اور بے اولاد نہ جاوے مختصر یہ کہ ایک چکلے کی بنا ڈالدی سارے ہی تعلیم تھی جس نے کھتریوں اور برہمنوں اور اروڑوں وغیرہ کی خانگی زندگی پر اپنا اثر ڈالا۔ اور ایسی بے شرم زندگی کو پاک اور پوتر سمجھا گیا۔ مگر باقاعدہ شادی یا ودواہ کی ضرورت نہیں اور اسمیں یہ بھی کوئی قید نہیں کہ مرد کا بیاہتا اور عورت کا بیاہا مرد ہونا ضروری ہو۔ بلکہ جب کبھی عشق جوش مارے اور قوت شہوانی غالب ہو۔ تو مرد با عورت اور عورت با مرد بلا تمیز ہم بستر ہو سکتے ہیں۔ واہ رے دیانند تیرا برہم چرج ۔

جستجو ہے تیری وحشت کا چلن ثابت ہوا
بیہودہ باتوں سے تیرا دیوانہ پن ثابت ہوا
آج تک وہ سے پہ جسکے تھا مدار زندگی
دلئے محرومی وہی پیمان شکن ثابت ہوا
نیوگ کا طلادہ نکلا زاہد صورت پرست
شیخ جسے سمجھے ہوئے تھے برہمن ثابت ہوا

اب ذرا صاحبان وید کی حقیقت کیطرف توجہ مبذول فرماویں۔ سری گنیش ایتیہ ۔ منتر سام وید وکٹھو ریہ پریر کی نفی کی ضرورت ہی پہلے مطلق کو ابتدا شروع ہوتا ہے۔ اور ویدوں کے ہر ایک ہیون کا ساردر پرمد گیونکر ویدمیں آتا ہے۔ ترجمہ اسکا یہ ہے گنیش دیوتا کو سلام گویا بسم اللہ کی جگہ یہی ہے۔ لیے سترجو اگر آریہ دہرم سچا ہوتا۔ اور وید ایشور کا کلام ہوتا۔ تو یہ پرمیشور کے نام سے شروع کرتا نہ گنیش دیوتا کے نام سے۔ اگر وہ پرمیشور کا نام ہے تو وہ کس نے رکھا ہے۔ اور معلوم ہوا کہ اس شردشکتی مان سے دیوتا افضل ہے۔ کہ وہ اسکے نام سے ویدوں کو شروع کرتا ہے۔ اور خلقت بھی پرمیشور کے نام و نشان کو ابتدا میں اسکو یاد کرتی ہے۔ دوئم۔ اوم پرماتما اینہ یعنی پرماتما کو سلام۔ اگر پرماتما ایشور کا نام ہے۔ اور تمام آتما اسی سے نکلی ہیں تو معلوم ہوا کہ پرمیشور روحوں کا چشمہ ہے اسی وجہ سے اسکو جگت آتما کہتے ہیں۔ پھر کہاں رہی ایشور کی فضیلت اور پرماتما سے اگر کوئی بڑی ارواح مراد ہے تو ایشور ہے (۴) یہ سام وید کا پہلا منتر ہے سوامی دیانند نے ترجمہ کیا ہے کہ ہے اگنی تم گیان سروپ ہو میں تمہاری تعریف کرتا ہوں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وید کا کرتا کوئی پردہت ہے پرمیشور نہیں۔ کیونکہ یہ اگر خدا کا کلام ہوتا کہ میں اگنی کی تعریف کرتا ہوں ایسا نہ ہوتا۔ بلکہ اگنی وغیرہ پرمیشور کے لئے سب تعریفیں ہیں ایسا ہوتا۔ پھر رگ وید کی پہلی منڈلی ہوم کا سنا سیکٹ تیرہواں منتر ہے۔ دہرم سبھا والوں نے اس کا ترجمہ کیا ہے کہ بڑے دیوتاؤں کو سلام چھوٹے دیوتاؤں کو سلام بڈھے دیوتوں کو سلام۔ ۔۔۔ یہ پرمیشور کا کلام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ بھول چوک سے پاک ہے۔ اور اس کی ذات کے سوا کوئی پوجا جانیکے لائق نہیں وہ خود معبود ہے دیوتاؤں وغیرہ کا پجاری نہیں ہو سکتا۔ یہ وید کے گرنتھ بیافت کا سراسر نقصان ہے کہ وہ بڑے اور چھوٹے اور سب کو سلام ہی کر گذرا۔ مگر یہ نہ بتلایا۔ کہ جسکو میں سلام کرتا ہوں۔ کہ وہ دیوتا ہیں یا پرمیشور۔ یا حیوان یا بندے ہیں اور حسب منشاء سوامی دیانند سرستی۔ اسکے معنے یہ ہوئے۔ بڑے پرمیشوروں کو سلام چھوٹے پرمیشوروں کو سلام نوجوان پرمیشوروں کو سلام اور ہم سب پرمیشوروں کو حتی المقدور سلام کرتے ہیں واہ رے دیانند تیری پھرتی رس اندھیر نگری سے تنگ ہوکر جب میں نے پھر حق کے لئے جستجو کی تو سکھوں کے گڑھے میں پھنس گیا۔ اور آدگرنتھ صاحب کو اول تا آخر خوب غور اور خوض کے سا تھ پڑھا۔ تو اسکو اسلامی تعلیم سے بھرپور پایا سو چند شلوک باوا نانک صاحب کے بطور نمونہ کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں شلوک ۲۴۳ صفحہ آدگرنتھ ؎

اول اللہ نور اپایا قدرت کے سب بندے
اک نور تھیں سب جگ اپجیا کون بھلے کون مندے

پہلے خدا اللہ نے ایک نور پیدا کر کے اس نور سے تمام کائنات کو پیدا کیا پس پیدائش کی رو سے تمام مخلوق برابری ہیں جس کی صاف ظاہر ہوتا ہے باوا صاحب آدگرنتھ (تناسخ) کے ہرگز ہرگز قائل نہ تھے۔ دوئم صفحہ ۵۷۶ آدگرنتھ وید پڑھت ہوئے چاروں وید کہانی ۔ سادھو کی مہما وید نہ جانیں برہما بھی وید پڑھ کر مر گیا اور حیات جاودانی نہ کر سکا۔ چاروں وید سراسر کہانی اور یاوہ ہیں۔ پھر باوا نانک صاحب فرماتے ہیں۔ "جنم صفحہ ۱۴۵ کے ہندو لٹھان اور مسلمان کانا دو بہوں جوگی سیانا" اس سے یہ مقصود نہیں کہ مسلمان درحقیقت شناخت سے کالے تھے نہیں نہیں ہرگز ہرگز نہیں جس زمانہ میں باوا صاحب پیدا ہوئے تھے وہ فیج اعوج کا زمانہ تھا اس سے مقصود یہ ہے کہ اس گئی گذرے وقت میں بھی جبکہ لوگ رسم عادت کے طور پر مسلمان تھے۔ اور اسلام کی حقیقت ان میں پائی جاتی تھی تاہم اس گئے گذرے وقت میں بھی مسلمانوں کیطرح خدا کی شناخت سے بالکل اندھے نہ تھے۔ اور یہاں لاگی سے مسلمان صوفی فقیر مراد ہیں۔ آہا۔ اس جگہ باوا صاحب کیسے صاف لفظوں میں اسلام کی شہادت دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں ؎

اک کلمہ یاد کرا اور دیا کہو بات + نفس ہوائی رکھوئیں تس سے ہوئیں مات

(لام) لعنت بر سر تہا جو ترک نماز کریں + تھوڑا بہت کھٹ ہتھوں ہتھ گویں

یعنی ان لوگوں پر لعنت ہے جو نماز کو ترک کریں جنہوں نے تھوڑا بہت عمل کیا بھی ہے اسکو دست بدست ضائع کیا ہائے افسوس مگر معلوم نہیں کہ سکھ صاحبان باوجود سمجھنے کے نہیں سمجھتے اور باوجود دیکھنے کے نہیں دیکھتے اور باوجود سننے کے نہیں سنتے مگر اس میں بیچارے کا کیا قصور ۔۔۔ گلیں ادیسی نال اٹھ چلے"۔ سو ہمارے سکھ بھائیوں کا حال ہے کیونکہ۔ بعد میں باوا گوبند سنگھ صاحب نے اس تعلیم کو دوسرے پہلو میں بدل دیا۔ اور میں ایک شلوک باوا نانک جی کا اور ایک باوا گوبند سنگھ جی کا برائے مقابلہ بطور نمونہ کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ اور آدگرنتھ میں صفحہ ۵۴۵ باوا نانک جی توحید کی کیا خوشبو دیتے ہیں۔ شلوک۔ " دو ۔ کا ہے سمرے جمہ نے مر جا اک سمبر نانکا جو جل تھل رہیا سما + مگر ساتھ ہی آدگرنتھ میں اسی صفحہ پہ گورو گوبند سنگھ صاحب کس دشمنی سے باوا نانک جیکی توحید کی مخالفت کرتے ہیں فرماتے ہیں۔ شلوک اکال پرکھ کی حکم سے تبھی چلاؤ سے پنتھ + سب سکھیں کو حکم ہے گرو مانیو گرنتھ۔ اور پھر باوا نانک جی آدگرنتھ صفحہ ۹۷۲ میں فرماتے ہیں۔ ایک بھگت بھگوان جہیں۔ پرانی کی نا ہیں من جیسے سوکر سوان نانک جانو تا ہیں تن + یعنے جس انسان کے دل میں خدا کی محبت نہیں وہ انسان سور اور کتے سے بھی بدتر ہے مگر ہائے تعصب تیرا ستیاناس ہو۔ یہ اس گورو کا حکم ہے جسکے چیلوں کا یہ من بہاتا کہا جاتا ہے جسکو باوا صاحب نے تمام روئے زمین کی چیزوں سے نکھد شمار کیا ہے۔ ابھی سکھ صاحبان انصاف سے کچھ ہی اوپر چھوڑتے ہیں اور صرف دس منٹ کیلئے بلا تعصب ہو کر اور خدا کو حاضر ناظر جانکر بروئے انصاف خود ہی نتیجہ نکالیں کہ جو باوا گوبند سنگھ جی نے آپ لوگوں کے دلوں میں ایک منافقانہ اور منافقانہ جوش پیدا کر دیا ہے وہ کہاں تک تمہاری نجات یا گتی کا موجب ہو سکتا ہے ؎

سو چکے خوب بس اب اے میرے عزیز و جاگو + قافلے والے گئے دور نکل جاگو
ہمکا افسوس نہیں چلتا جو تھک کر رہ جاتے + حیف اپنے ذرا جلد بھی جو لنگا بھی نہ ہو
تاں اٹھ تاب تواں تم میں نہیں کیا باقی + ہائے کیا سے ہوا لگے دور کو
اٹھ کے بیٹھو کہ تمہیں دور بہت جانا ہے + رات تھوڑی ہے

پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ جسوقت باوا نانک جی نے اسلام کی شہادت دی تو اسمیں کوئی کلام نہیں۔ کہ اگر کوئی سچا مذہب ہے دنیا میں تو وہ اسلام ہے۔ پس یہی خاص دہرم کو ہی سلام کیا۔ آج فقط اسلام ہی صفحہ ہستی پر اندرونی اور بیرونی خوبیوں کے ایک ایسا مستقل اور زندہ مذہب ہے جو اپنے صادق من اللہ ہونے پر بڑے بڑے واضح اور قاطع دلائل پیش کرکے متلاشی حق کو معقول طور پر تسلی اور اطمینان کرا سکتا ہے۔ اور ذات باری تعالی کو واجب الوجود اور جامع جمیع صفات الالوہیت کرکے اس سے قرابت پیدا کرنیکے ڈھنگ اور اسکے نتائج سے طالب صادق کو پورے طور پر ضمانتی دیتا ہے۔ بالخصوص اس حالت میں جبکہ نادان آریہ کا ویدی ایشور۔ جو بزعم انکے نہ خالق نہ مخلوق (نعوذ باللہ) انکے درمیان کو تخت پرمیشور ہے میں امید کرتا ہوں۔ کہ اگر یہ مسیح سے روٹی مانگنے والے اور ہمارے قوم کی بجائے جو صبح و شام مردہ انسانوں سے بہاتا چاہنے والے صرف دس منٹ کیلئے یکش پاتی (بے تعصب ہو کر) اور خدا کو حاضر ناظر جانکر اسلامی نماز کے ساتھ ہی جو اللہ کے نام سے شروع ہوکر اللہ کے نام پر ہی ختم ہوتی ہے۔ اور موحد کو کم از کم فی یوم پانچ وقت دربار باری تعالی میں حاضر کرکے عرض معروض پیش کرنیکا موقع دیتی ہے۔ اپنی عبادت کا مقابلہ کریں تو میں گمان نہیں کر سکتا کہ وہ حقائق پسند اور انصاف پرست دل جسمیں روز ازل سے توحید کا تخم بو یا گیا ہے بعد کبھی بھی قرآنی تعلیم سے استعفا اختیار کر سکیں۔

معزز ناظرین! ہر ایک سوختہ دل اسبات کا اندازہ لگا سکتا ہے کہ مذہب کا تبدیل کرنا کچھ آسان بات نہیں۔ اسکے ثبوت میں یہ کہدینا ہی کافی ہوگا کہ اپنے پیارے مہربان والدین بھائیوں اور بہنوں اور دیگر رشتہ داروں سے کس چیز نے چھوڑایا گھر سے نکالکر غیروں کے دربدر کس چیز نے پھرایا والدین کی ناز و نعمت کو ترک کرنا اور غیروں کے جور و ستم کس نے سکھائے۔ وہ کونسے بے بہا جواہرات تھے جسکی طمع میں والدین کی دردانگیز آہوں کی کچھ پرواہ نہ کی گئی۔ وہ کونسا پیارا خزانہ تھا جسکے عوض غیروں کی گالیاں اور طعن بچشم منظور کئے گئے۔ وہ کونسا انمول رتن تھا جسکی خاطر جو نہایت پیارے تھے وہ نہایت خطرناک دشمن بن گئے صرف صراط مستقیم۔ یعنی (کیول ست مارگ کی خاطر) مگر معلوم اسکو ہوتا ہے جسکے دل میں گذرتی ہے اوروں کے لئے تو کہانی ہوتی ہے نیز ہم نے پہلے تمام نفع نقصان کا تخمینہ لگا لیا تھا اور بعد میں حلقہ اسلام میں پاؤں رکھا تھا۔ ابتو یہ حالت ہے ؎

بیٹھے ہیں تیرے در پہ تو کچھ کر کے اٹھینگے
یا وصل ہی ہو جائیگا یا مر کے اٹھینگے

آخر الذکر میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ویسے تو باوا صاحب کی تعلیم سے میری پوری پوری تشفی ہو گئی تھی مگر ماسٹر عبد الرحمان صاحب نو مسلم کی کتاب ختیار الاسلام نے ٹھیک میرے لئے سونے پر سہاگے کا کام دیا۔ اور بہت سے نازک وقتوں میں جبکہ گلے کا ہار ہوئی اور تاریکی کیسا تھ ہی مشکلیں تھیں میرے لئے ایک پورے رہبر کا کام دیا۔ کیونکہ ماسٹر صاحب نے اس کتاب میں سکھ مت کے تانے بانے کو ادھیڑ کر ایک ہی آگ پر رکھ دکھا دی ہے

متفرق نوٹ

معذرت

ناظرین الحکم کسی دوسری جگہ میری بیماری اور اس سے بفضل الٰہی بچ جانے کا ذکر پڑھیں گے اسکے بعد مجھے حاجت نہیں کہ اس امر کا ذکر کروں کہ کیوں اس ہفتہ کا اخبار .. صفحہ کا شائع ہوتا ہے -

بیماری کا سبق

انسان جہاں اپنی بیماری سے اپنی کمزوری اور بیکسی کو محسوس کرتا ہے وہاں اسے اللہ تعالیٰ کی حی لا یموت ہستی پر بھی ایک لذیذ اور جدید ایمان پیدا ہو سکتا ہے بشرطیکہ سعید ہو وہ دیکھتا ہے کہ کس طرح پر ایک منٹ چست و چالاک تنومند انسان ایسی آب و ہوا میں رہتا ہوا جہاں وہ ہر روز رہتا ہے اور انہیں خوردنی و نوشیدنی اشیاء کو استعمال کرتا ہوا جو ہر روز کرتا ہے یکدم گر جاتا ہے اور وہی اشیاء اسکے لئے زہر کا کام دینے لگتی ہیں - جن چیزوں کو لذیذ سمجھتا تھا اب ان سے ایسا نفور ہوتا ہے کہ نام تک لینا نہیں چاہتا -

اللہ اللہ! عجیب انقلاب ہے - پھر خدا کا فضل دستگیری کرتا ہے تو گم شدہ صحت کو واپس پا لیتا ہے - یہ ضروری ہے کہ بیماری کو راستہ ..... جانے دیا جاوے اور وقت ..... جہاں تک ممکن ہو تعلقات عامہ کا سلسلہ کم ہو تاکہ ..... کے وقت مختلف حسرتوں کا شکار رہنا پڑے سب سے ضروری اور اہم یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلقات صافی ہوں وہی ہر وقت کام آسکتا ہے وہی ہے جسکا حکم آسمانوں اور زمینوں میں ہے - اس نتیجہ پر پہونچا ہوں - ناظرین سے التماس ہے وہ میرے لئے دعا کریں کہ میں اس نتیجہ کو دل میں ..... دیکر عمل کی توفیق پانے والا ٹھیروں -

ناظرین الحکم کی مجھ سے ہمدردی

باوجودیکہ میں نے کسی دوست کو اطلاع نہیں دی اور نہ گذشتہ اخبار میں اس کا ذکر ہوا - بعض احباب کو میری بیماری کی اطلاع ہو گئی - جنہوں نے خطوط سے گذر کر تار سے کام لیا - اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے - سب کا جواب یہی ہے میں الحمد للہ اب اچھا ہوں گو طبیعت پوری صاف نہیں ہوئی -

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

اسی بیماری کے اثناء میں مجھے اپنے ایک محترم اور مکرم دوست کی اہلیہ محترمہ کے انتقال کی خبر پہونچی ہے -

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

یہ واجب الاحترام دوست خلیفہ فضل حسین صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات گجرات ڈویژن ہیں جو عرصہ تک امرتسر میں سپرنٹنڈنٹ رہ چکے ہیں اور جن کے عہد میں امرتسر ڈویژن کا نہایت ہی بگڑا ہوا انتظام درست ہوا - اور جنکی مہربانیوں کے لئے قادیانی پبلک خصوصیت سے شکرگذار ہے اگرچہ ڈویژن بھر میں انکی قابل قدر اصلاحوں کا شور پڑا ہوا تھا - مگر چشم حسد نے انہیں امرتسر سے لائل پور اور وہاں سے گجرات لا ڈالا - گجرات والے خوش نصیب ہیں - خلیفہ فضل حسین صاحب احمدی نہیں مگر میں بڑی خوشی سے ظاہر کرتا ہوں کہ کبھی ایک لفظ بھی سلسلہ عالیہ کے خلاف میں نے ان کے منہ سے نہیں سُنا - وہ ہمارے واجب الاحترام بزرگوں کا ادب کرتے ہیں - اسلام کی حمیت اور حمایت کا انہیں بحیثیت مسلمان ہونے کے جوش ہے اور اسی وجہ سے حمایت اسلام کے کالج میں معقول چندہ دیتے رہے ہیں اشاعت اسلام کا بھی جوش ہے - قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کے لئے معقول رقم دینے کا وعدہ کیا ہوا ہے - ہمارا انگریزی رسالہ ہمیشہ شوق سے پڑھتے ہیں - بہرحال ایک نیک دل اور سلیم مزاج مسلمان ہیں ان کی اہلیہ عرصہ سے بیمار رہتی تھیں ..... اور ..... آخر وہ محترم خاتون اس دنیا سے رخصت ہوئی - میں تنہا ہی خلیفہ صاحب کے اس غم میں انکا شریک نہیں بلکہ خلیفہ صاحب کی ذاتی خوبیوں اور حسن اخلاق کیوجہ سے ایک کثیر التعداد مخلوق انکے ساتھ شریک درد ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر عطا فرمائے اور مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے - آمین -

اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

جب انسان حیا و شرم کا جامہ چاک کر لیتا ہے تو پھر اسے کچھ محسوس نہیں ہوتا کہ میں کیا کہتا ہوں اور کیا کرتا ہوں - یہی حال ہمارے مخالف آریہ اخبار پرکاش کا ہے وہ ۱۰ جولائی کے پرچہ میں لکھتا ہے "کہ ۳۰ - جون کے الحکم سے پتہ لگتا ہے کہ مرزا صاحب کو اس ہفتہ میں کوئی الہام نہیں ہوا - جسکی وجہ یہ ہے کہ وہ بیمار رہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی بیماری میں مرزا صاحب کا اللہ میاں بھی ان کی تیمارداری میں ہی مصروف رہتا ہے"

یہ ہنسی اور مذاق خدا تعالیٰ سے مجبوری کے سبب سے ہے - ایک آریہ جو ساری عمر گندے ..... سے ..... ہی نہیں پا سکتا خدا تعالیٰ نے اور اسکی تیمارداری کی حقیقت کو کیونکر سمجھ سکتا ہے وہ تو ہنسی سے یہ بات کہتا ہے لیکن ہم ایمان رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا جو تعلق اپنے مرسلین سے ہوتا ہے وہ کسی حالت میں انہیں نہیں چھوڑتا - وہ شخص جو معرفت کے اس کوچہ سے نابلد اور ابدی محروم ہیں اس راز کو سمجھ ہی نہیں سکتے - اسلئے خدا کا برگزیدہ کہتا ہے ؎

راز محبت من او فاش گر شد کو
ہر عالم و فقیہہ شدے ہم چو چاکرم

جاپان میں اشاعت اسلام

حضرت اقدسؑ کو جب سے ایک مشرقی طاقت والا الہام ہوا ہے جاپان پر ہماری نظر ہے جاپان میں اشاعت اسلام کا سوال اسلامی دنیا میں بڑی دلچسپی حاصل کر چکا ہے اس صورت میں مندرجہ ذیل چٹھی جو ایک فاضل جاپانی صاموکورا ایڈیٹر "جےجوبان" اور انجمن مباحث دینیہ کے ممبر منشی کی ہے نہایت دلچسپی سے پڑھی جاوے گی جو اسنے پروفیسر اسماعیل بک عصپرنسکی نامور روسی اسلامی اخبار "ترجمان" کے ایڈیٹر و مہتمم کو ایک خط بھیجا ہے - جس میں دو روسی عالموں کو اُس جاپانی مذہبی کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی ہے - جو ان دنوں ٹوکیو میں ..... ہے -

از دفتر اخبار جےجوبان - ٹوکیو ۳۰ - اپریل ۱۹۰۶ء

میرے محترم ہمعصر اور معظم دوست مہتمم اخبار ترجمان سلمہ میں نے رسالہ مطبوعات الزمان فرانسیسی ملک اس بات کو دیکھا ہے کہ آپ چوبیس سال سے شہر باغچہ سرائے میں ایک دینی اسلامی اخبار نکال رہے ہیں - اس لئے مجھکو خیال ہوا کہ یہ نیاز نامہ آپ کی خدمت عالی میں پیش کروں - اور میں آپ کی تضیع اوقات کی معافی مانگتا ہوں -

والعذر عند کرام الناس مقبول

میں آپ کو یہ خط اسلئے لکھتا ہوں کہ آپ کو جاپانی قوم کا موجودہ اقوام عالم میں بحیثیت مدنیت - حضارت اور ترقی کے پسماندہ ہونا معلوم ہوگا - اور اسی لئے ہم اپنے ملک کی ہر ایک خرابی دور کرنے اور اوس میں زندگی کی روح پھونکنے کی ہر طرح کوشش کر رہے ہیں آپ پر یہ بھی مخفی نہ رہے کہ اس غرض سے جو کوششیں کی گئیں - انہوں نے قوم کو ترقی کی شاہراہ پر ڈال دیا ہے - لیکن ابھی اس کو انتظام ملک کے اصول - اشاعت تجارت و دستکاری کی ترقی اور ترتیب فوج وغیرہ سے بہت کم حصہ ملا ہے - اور ہم اس مادی ترقی ہی پر بس کرنا نہیں چاہتے - جو ہم کو حاصل ہو چکی ہے - اگرچہ وہ بھی کم ہے - بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ اوس پر ایک روحانی ترقی کا بھی اضافہ کریں - اور یہ بات بجز اس کے کسی اور طریق سے حاصل نہیں ہو سکتی کہ حقیقی معلّم اخلاق یعنی مذہب کی تعلیم پر عمل کیا جاوے جو عمدہ عادتوں کا سرچشمہ اور فلسفہ عقلی کی خرابیاں دور کرنیکا ذریعہ ہے چنانچہ اسی وجہ سے ہماری جاپانی قوم اس مسئلہ پر بہت توجہ رکھتی ہے - ہم نے ٹوکیو میں ایک عظیم الشان مجلس تحقیق مذاہب اور ان کی جانچ اور تفتیش کے لئے کئی سال ہوئے قایم کی تھی - اب وہ انجمن نشو و نما پاکر بڑی ہو گئی ہے اور اوس کے ممبروں میں ہمارے بڑے بڑے فاضل علماء اور اہل الرائے اشخاص شامل ہو گئے ہیں - اور قوم نے اس انجمن کو ذمہ دار بنایا ہے کہ وہ فلسفہ عقلی کے ذریعہ سے تمام دنیا کے مذاہب کی جانچ پڑتال کرکے انکا ایک علمی طریقے پر قوم کے روبرو پیش کرے -

ہم نے اس کانفرنس میں رومن کیتھولک پروٹسٹنٹ اور یہودیوں کے نامور علماء کو دعوت شرکت دی ہے اور دنیا کے تمام ملکوں سے مذاہب کے قایم مقام ہمارے یہاں آرہے ہیں +

اور چونکہ دین اسلام روئے زمین کا ایک بڑا دین ہے اور اوس کی تاریخ ترقی کے حالات سے بھری پڑی ہے - اس لئے ہمارا مقصد ہے کہ مسلمان علماء بھی اس کانفرنس میں شریک ہوکر اُسے حقائق و فلسفہ قرآن (کریم) سے مطلع کریں اور اپنی زبان سے اپنے ..... اعلان اپنے اخبار میں مسلمان علماء کی دعوت کے لئے بتایا فرما دیں گے -

" ہمیں امید ہے کہ روس کے معزز عالموں میں کو ایک یا دو فاضل شخص جاپانی کانفرنس مذاہب منعقدہ ٹوکیو دار السلطنت جاپان کو اپنی شرکت سے عزت بخشیں گے - تاکہ وہ کانفرنس کے سامنے اسلام کی حقیقت ظاہر کریں - انجمن اُن عالموں کو درجہ اول کے مصارف سفر دیگی - اور پندرہ روبل (تقریباً ۴۰ روپے) روزانہ مصارف خوراک وغیرہ کے لئے - البتہ یہ شرط کی جاتی ہے کہ ادھر آنے والے علماء حسب ذیل علوم میں مہارت رکھتے ہوں :-

علوم دینیہ - عربی زبان دانی - فلسفہ قدیم و جدید کے ماہر ہونے کے علاوہ اُن کو نصاریٰ - یہود اور بدھ مذہب کے علماء سے بحث و مناظرہ کرنے پر پوری قدرت ہونی چاہئے اور فرانسیسی یا انگریزی زبانوں سے کوئی ایک زبان بھی اُن کو آتی ہو - اگر علمائے کرام ہماری دعوت قبول کریں - تو اُن کو لازم ہے کہ پہلے اخبار ترجمان کے دفتر سے خط و کتابت کریں جس کے بعد بذریعہ جاپانی سفیر مقیم سینٹ پیٹرزبرگ اُن کے ساتھ معاملات طے ہونگے - صاموکورا"

تیری ہی آبیاری پر یہ پودا لگا ہوا	دلا یا رہ ملے شاخ نخل آرزوئے دل	نے دلکش تحفہ حضور میں لاتا ہوں	خوبیا شیوہ ... [illegible]

موسم گرما کا خاص تحفہ

یاقوت مروارید جان زہر مہرہ خطائی یشب کہربا سونا ورق نقرہ کیوڑہ گلاب صندل وغیرہ وغیرہ کا

لاجواب مرکب

مفرح دلکشا

[illegible] دانان ملک کی خواہش کے مطابق تیار کیا گیا ہے جنکو اپنی برباد شدہ صحت خدا تعالے کے فضل و کرم سے مفرح عنبری کے طفیل واپس [illegible] گرمی مفرح عنبری کا بدل چاہتے ہیں۔ کیونکہ مفرح کے استعمال کا موقع بہ سبب گرم ادویہ مثل مشک و زعفران وغیرہ کے ۱۴ اگست کے بعد [illegible] ہوتا ہے۔ البتہ سرد مزاج بلغمی طبیعت لوگ ہمیشہ استعمال کرسکتے ہیں۔ آن کے لئے کوئی حرج نہیں ہے۔

مفرح دلکشا قیمت حسب ذیل ہے

قیمت فی ڈبیہ ۵ تولہ (عـــہ ۲۷) — خوراک چھ ماشہ — ۱۵ [illegible]

میں خدا تعالے کے احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں ہیں جو آپ سالہا سال سے مفرح عنبری کے استعمال سے دیکھتے چلے آئے ہیں اسلئے مجھے اسکی تعریف میں صفحہ سیاہ کرکے آپکی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجایش ہے کسیقدر واہی عرض کے بعد میں اسکو ختم کرتا ہوں۔ صرف آپ اتنی بات یاد رکھیں کہ مفرح عنبری تو سرد یوں میں اور مفرح دلکشا گرمیوں میں استعمال کے لائق ہے۔ ....

مفرح دلکشا جیساکہ اسکے نام سے ظاہر ہے اس کا ادنے خاصہ ہے اسکی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک [illegible] تحریک ٹھنڈک سرور پیدا ہوکر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز [illegible] اعلیٰ و مفید سوچے گئے ہیں دل کو وہ تقویت و تفریح پہنچتی ہے کہ گویا خدائے خالق نے [illegible] ضعف [illegible] سے دل کا دھڑکنا۔ گرمی کے باعث دل کا ڈوبتے جانا سانس کا پھولنا۔ پراگندہ خیالی وغیرہ کیلئے ایک سچی اور قابل اعتماد تریاق ہے۔

مفرح دلکشا وہ اکسیر ہے جس کے استعمال سے ضعف دماغ تبخیر معدہ شکم کی جلن۔ جریان۔ رقت و سرعت و کثرت احتلام۔ سوزش مثانہ کے باعث کثرت پیشاب۔ تقطیر البول۔ دیرینہ و مزمن سوزاک غرض تمام سوزشی امراض کے دفعیہ کے لئے ایک اکسیر کا کام دینے والا بے ضرر مرکب ہے۔

مفرح دلکشا میں وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو بفضلہ منٹوں میں آرام دیتا ہے اسلئے امیروں وزیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں۔ ججوں۔ وکیلوں۔ تحصیلداروں۔ منصفوں۔ مدرسوں۔ پولیس و فوجی عہدہ داروں اور بالخصوص کالجوں کے طلباء یا جنکو صحت کی قدر ہے۔ کو ہر دم اپنی جیب میں جان کے ساتھ رکھنا چاہئے جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں ڈالی اور پھر تر و تازہ ہوکر اپنے کام میں لگ گئے۔

مفرح دلکشا چونکہ اکثر نباتی اور معدنی تریاقات و سرد جواہرات کا مرکب ہے اسلئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا اُن جگہوں میں جہاں طاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہو یا اندیشہ ہو۔ خدائے کریم کی فرمانبرداری کے ساتھ اسکا استعمال ہر زن و مرد خورد و کلاں کیلئے واجب اور لازمی ہے حفظ ما تقدم کے طور پر اس سے بڑھکر دوسری دوائی کا ملنا قریباً محال ہے۔

مفرح دلکشا حکماء اور ڈاکٹروں کی خدمت میں تو اس کے اظہار کی ضرورت نہیں وہ تو اجزاء سے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس مرض اور موقع پر مفید ہوسکتی ہے جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کی جاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو۔ یعنی جنکا دوسرے تیسرے مہینہ کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانے کا مرض ہو اور زیادہ خون کے نکل جانے سے ردی حالت ہوگئی ہو۔ انہیں بلا تردد و بلا تامل فوراً اس کو منگا کر استفادہ حاصل کرنا چاہئے۔

مفرح دلکشا سے وہ لوگ بھی بفضلہ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں۔ یا جن کے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا تھوک کے ساتھ کسیوقت خون کا آنا شروع ہوگیا ہو یا کسی دوسرے صدمہ چوٹ وغیرہ سے خون بکثرت نکل گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوائے مضمحل ہوگئے ہوں انہیں ضرور اسکے استعمال سے صحت حاصل کرنی چاہئیے۔

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی

مفرح عنبری و مفرح دلکشا — کارخانہ رفیق الصحت — لاہور